ماہنامہ
لاہور
نعت
مسرور کیفی کی نعت گوئی
جنوری ۲۰۱۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
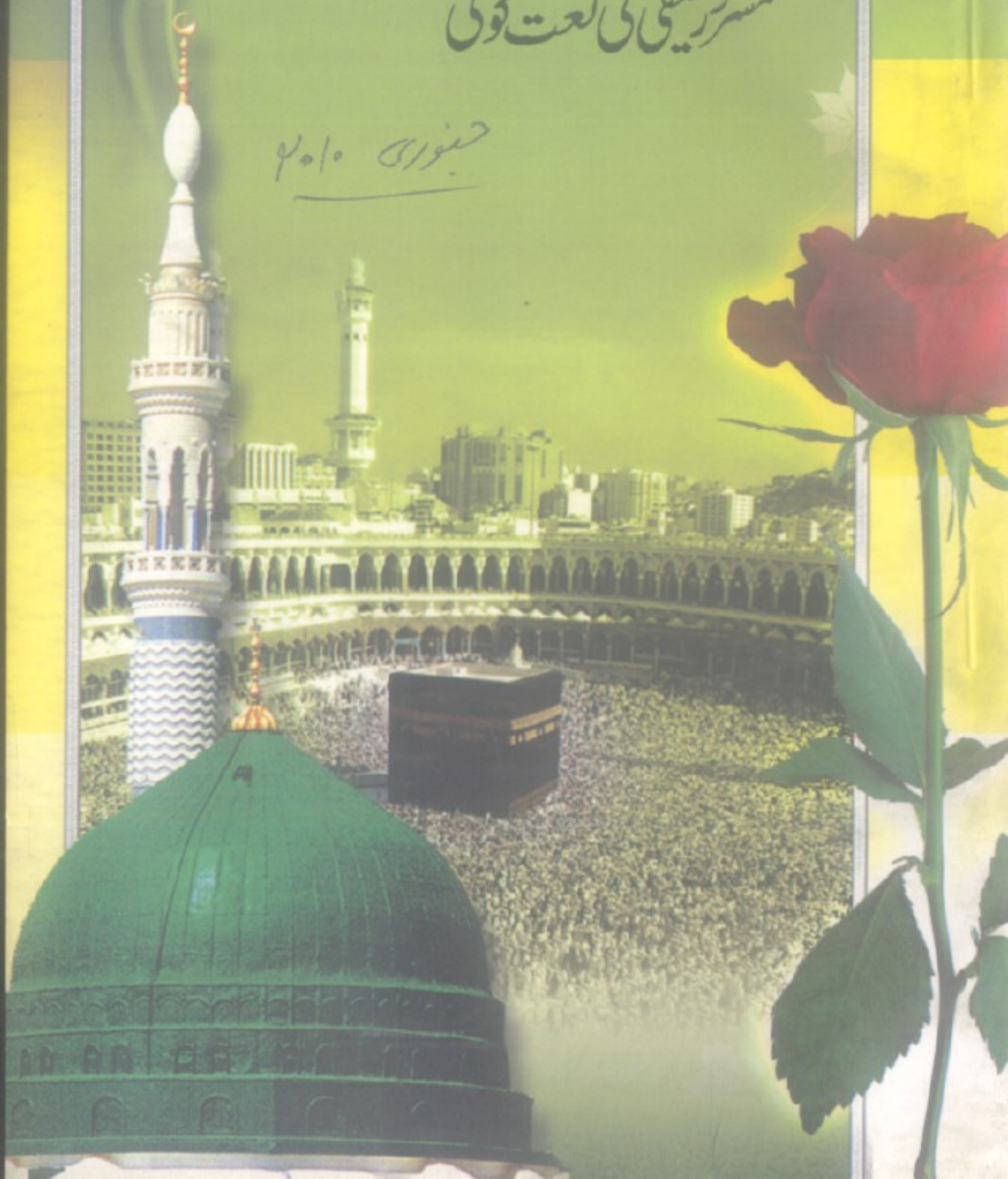
باقاعدہ اشاعت کا 23واں سال

راجا غلام محمد (صدر ادارہ اطفال ہاظل) کی یاد میں جاری جریدہ

ماہنامہ

نعت

لاہور

جلد 23 جنوری 2010 شمارہ اول

مسرور کیفی کی نعت گوئی

مسرور کیفی کی نعت گوئی

ترتیب

راجا رشید محمود

مدیر ماہنامہ "نعت" / صدر "ایوان نعت رجسٹرڈ"
چیئرمین "سید ہجویر نعت کونسل"

فہرست

کلام مسرور — صفحہ ۵۵ تا ۷۸

منظوم خراج تحسین

مدیر ماہنامہ "نعت" کی نعتیہ کاوشیں

آئندہ شمارے

فروری ۲۰۱۰	حدیث حمد و نعت
مارچ ۲۰۱۰	نعت زریں
اپریل ۲۰۱۰	محاوراتِ نعت

☆☆☆☆☆

مسرور کیفی اور ان کی نعت گوئی

مسرور کیفی

نعت سرورِ کونین ﷺ اور بعثت سرورِ کائنات ﷺ کی تاریخیں شانہ بشانہ چل رہی ہیں۔ نعت کے مقدس و بابرکت باب میں تاریخی عظمتوں کی حامل جن جن شخصیتوں نے اپنی اپنی عقیدتوں کے پھول نچھاور کیے تفصیل اس اجمال کی بڑی طویل اور وقت طلب ہے جس کی یہاں گنجائش ہے اور نہ مجھ میں اس کا یارا۔ تاہم یہ حقیقت ہے کہ اُن سے یہ دُنیائے رنگ و بُو تا ابد مہکتی رہے گی۔ لیکن صدیوں کے اس سفر کے بعد بھی اس سلسلہ میں اگر کچھ کہا جا سکتا ہے تو صرف اس قدر کہ

حق تو یہ ہے کہ حق نہ ادا ہو سکا کبھی
کہنے کو ہم نے نعت کہی بارہا کہی

اور پھر بشر ہے خیر البشر ﷺ کی نعت کا حق ادا ہو بھی تو کیسے؟ کہ اُن ﷺ کی ذاتِ بابرکات اور اعلیٰ صفات کے لیے تو خود خالق کائنات قرآن مجید میں وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ کے الفاظ سے مدح سرا ہیں پھر بھی

ذکرِ حبیب ﷺ کم نہیں وصلِ حبیب سے

کے مصداق عقیدت وارادت کے اظہار کا سلسلہ جس طرح روزِ اول سے جاری وساری تھا' آج بھی جاری وساری ہے اور ابد تک جاری وساری رہے گا۔

جس طرح خیر البشر ﷺ حیات النبی ہیں اس طرح گلستانِ نعت بھی ہمیشہ سرسبز وشاداب اور تر وتازہ رہے گا۔

میں اپنی نعت گوئی کی سعادت سے متعلق اگر کچھ کہہ سکتا ہوں تو صرف اتنا کہ

دعویٰ کسے ہے نعت پیمبر ﷺ کا دوستو
حسبِ عطائے مالکِ ہر دوسرا کہی

(چراغِ حرا۔ ص ۵۴)

محمد رمضان میمن

(خادم "جہانِ نعت" کراچی)

میرے برادرِ بزرگ مسرورؔ کیفی ہم سات بہن بھائیوں میں سب سے بڑے تھے۔ اِس طرح بچپن سے لے کر جوانی اور پھر عمر کے اس دور تک پورا عرصہ ان کے سامنے گزرا۔ میں نے اُن کو نہایت ہی خلیق، ملنسار، انسان دوست، ہمدرد اور صاف گو پایا۔ میرے اسکول کے زمانہ میں وہ اُردو رسالوں **دوست** اور **شاہکار** کا سلسلہ چلا رہے تھے۔ پھر اردو ناولوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ اس کے بعد سندھی میں کتابی سلسلے چلائے۔ ان تمام ادوار میں مَیں بطور معاون کام کرتا رہا۔ مرحوم سب بہن بھائیوں پر نہایت ہی شفیق اور مہربان تھے۔ ہر ایک کے کام آتے اور سب کو مفید مشوروں سے نوازتے۔ میرے ساتھ تو ان کا خصوصی مُحبّت کا برتاؤ تھا۔ خاص طور پر میری تعلیم پر خصوصی توجّہ، حج پر روانگی، والدہ صاحبہ کے ہمراہ عمرہ کی ادائیگی، کرایہ کا مکان لینے اور آخر میں ذاتی مکان خریدنے تک میرے ساتھ ہر طرح کا تعاون فرماتے رہے۔ پھر ۱۹۷۸ میں ان کا رُجحان نعت رسول ﷺ کی طرف ہوا تو ان کے نعتیہ دیوان جو کہ بیس کے قریب ہیں، کی نعتوں کو فیئر کرنا، کتابت یا کمپوز کرانے اور تیاری کے بعد کتب کی ملک بھر میں ترسیل کی ذمہ داری خادم نے رضا کارانہ طور پر اپنے ذمہ لے رکھی تھی۔ زندگی کے آخری ایام میں مجھے کئی مرتبہ حکم دیا کہ تم "جہانِ نعت" کے نام سے فروغ نعت کیلئے ایک اشاعتی ادارہ قائم کرنا۔ اس حکم کی تعمیل میں

بندہ نے یہ ادارہ قائم کیا اور الحمدللہ کہ ابتک ان کی پانچ نعتیہ کتب ہزاروں کی تعداد میں پیپر بیک ایڈیشن شائع کر کے ملک بھر میں تقسیم کیں۔ ۶۳۔۱۶۳ اشعار پر مشتمل بے مثال لاثانی سلام ہالۂ نور اور مرحبا کو دس ہزار سے زائد تعداد میں شائع کر کے ملک بھر میں پھیلایا۔

تیس جنوری ۲۰۰۳ کو جبکہ میں دفتر میں موجود تھا، مجھے حضرت کیفی نے فوری طور پر طلب فرمایا۔ میں فوراً خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا تو خوشی کا اظہار فرمایا۔ کچھ کہنا چاہتے تھے مگر زبان اور الفاظ ان کا ساتھ نہیں دے رہے تھے۔ سب اہل خانہ یٰسٓ شریف اور کلمہ طیبّہ کا وِرد کر رہے تھے۔ ان کی پوتی ان کی نعتیں بلند آواز سے پڑھ رہی تھی۔ ان کے لب بھی ہل رہے تھے۔ حالتِ غنودگی میں تھے اور چند ساعت کے بعد نہایت ہی سکون کے ساتھ اپنی جان خالقِ حقیقی کے سپرد کر دی۔ شہرت اور نمود و نمائش سے ان کو سخت نفرت تھی۔ مشاعروں میں شرکت نہیں کرتے تھے۔ اپنی قیام گاہ پر ہر سال محفلِ نعت منعقد کراتے رہے۔ ہر سال ایک مجموعۂ نعت مرتّب کر کے بارگاہِ رسالت میں خود پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے۔ ان کی نعتیں ٹی وی، ریڈیو اور محافلِ نعت میں پڑھی جاتی ہیں۔ نیز ملک کے اخبارات و جرائد میں اکثر شائع ہوتی رہی ہیں۔ اللہ پاک اُن کی کامل مغفرت فرمائے۔ آمین!

عبدالقادر عظمت میمن

حضرت مسرورؔ کیفی قبلہ محترم میرے بڑے بھائی تھے۔ انتہائی شفیق اور مہربان تھے۔ مجھے بہت چاہتے تھے۔ جب بھی میں اُن سے ملنے جاتا وہ بہت زیادہ خوش ہوتے ہوئے کھانا کھلاتے اور کچھ دیر گزرنے پر فرماتے کہ عظمت بھائی! نعت کے اشعار سناؤ اور مرحبا مرحبا کی صدائیں اشعار کے ساتھ ساتھ لگاتے اور جب میں اس مصرع پر پہنچتا کہ

بے سہارا نہیں، غم کا مارا نہیں

آپ کا جو ہُوا مرحبا مرحبا، مرحبا مرحبا

تو حضرت صاحب کی آنکھیں نم ہو جاتیں اور میرا حوصلہ بڑھاتے ہوئے فرماتے کہ مجھے تمہاری تنہائی کا احساس ہے۔ سدا کوئی ساتھ نہیں رہتا۔ آخر ایک نہ ایک دن وہ دُنیا سے رخصت ہو جاتا ہے لیکن عظمت بھائی جب آپ نے پڑھا کہ "بے سہارا نہیں غم کا مارا نہیں" تو مطلب یہ ہے کہ جو پیارے مصطفیٰ ﷺ کا ہو جائے وہ ہرگز اپنے آپ کو تنہا نہ سمجھے اور فرمایا کہ تم حضور ﷺ کی محافل نعت سجاتے ہو مرکزی بزم احباب کے بانی ہو اور محفل نعت کے حوالے سے نقیب محفل بھی۔ پھر تنہا کیوں؟ میرا حوصلہ بڑھاتے ہوئے فرماتے کہ جب تک زندگی ساتھ دے عاجزی اور انکساری سے محافل نعت کی نظامت کرنا۔ آقا جی ﷺ کی محفل سجانا اور برسرِ محفل یہ کہا کرنا کہ میں تو سرکار ﷺ کی محفل کے ثنا خوانوں اور سرکار ﷺ کے غلاموں کا غلام ہوں اسی لیے تو

دُنیا سلام کرتی ہے حیرت کی بات ہے

میں کچھ نہیں ہوں یہ تو سب نسبت کی بات ہے

محترم مسرور کیفی کا شمار اللہ پاک کے ان مقبول بندوں میں ہوتا ہے کہ جن کی دُعائیں اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہوئیں۔ ان کی رہائش گاہ پر سالانہ محفل نعت منعقد ہوا کرتی تھی۔ محترم سعید ہاشمی نعت سرا ہوئے اور ان کی نعت کے بول

دو بوند ادھر بھی گرا جانا

کیفی صاحب کی زبان سے بلند ہوئے ہی تھے کہ بوندا باندی شروع ہوگئی۔ ایک مرتبہ میں نے کیفی صاحب سے دعا کی کہ آپ دعا فرمائیں کہ مجھے ماہ رمضان میں عمرہ نصیب

ہو۔ اللہ پاک نے ان کی دعا قبول فرمائی اور ۲۰۰۰ میں عمرہ کی سعادت عطا ہوئی اور میں یہ خوشخبری سنانے ان کی خدمت میں حاضر ہوا، بے حد خوشی کا اظہار فرمایا اور ان کے لبوں پر نعت کا یہ شعر تھا

جذبہ ہی نہ ہو دل میں تو دشوار بہت ہے

پُرشوق ارادہ ہو تو آسان مدینہ

میں اللہ پاک کا شکر ادا کرتا ہوں کہ مجھے حضرت صاحب کی دعاؤں سے ماہ رمضان میں عمرہ کی سعادت حاصل ہوئی۔ میں نے جب جب ان سے دعا کی درخواست کی وہ سب قبول ہوئی ہیں کہ مرکزی بزم احباب جس کا میں بانی اور سرپرست بھی ہوں آج اٹھارہ سال گزر چکے ہیں ہر سال سالانہ محفل نعت اس کے علاوہ کراچی شہر کے کئی علاقوں میں بھی محافل نعت کا اہتمام کر چکا ہوں۔ میری اس ساری کاوش میں میرے بھائی کی دعائیں ان کی بھرپور شرکت ان کا مالی تعاون اور ان کے حوصلہ افزا جملوں نے مجھے شب و روز سجانے میں مشغول و مصروف رکھا ہے۔ میرے بھائی کی دعاؤں سے میری آنکھوں کی بینائی جاتے جاتے بغیر علاج کے دوبارہ نصیب ہوئی ہے۔ ایک مرتبہ میں حضرت صاحب کے ساتھ ان کے بیٹے کی گاڑی میں سفر کر رہا تھا کہ قریب سے ایک رکشہ گزرا جس کے پیچھے لکھا تھا کہ کل کس نے دیکھی ہے۔ حضرت کہنے لگے کہ دیکھو لکھا ہے کل کس نے دیکھی ہے میں تو کہتا ہوں کہ کل کیا بلکہ پل بھی کس نے دیکھا ہے۔

میرے بھائی بہت دور اندیش اور عظیم دانشور تھے۔ وہ تھے تو سب کچھ تھا۔ اب ان کی دُعاؤں کے زیرِ سایہ جی رہا ہوں۔ اللہ پاک مجھے اور ان تاثرات کو پڑھنے والوں کو اپنے بڑوں اور بزرگوں کا صحیح معنوں میں ادب و احترام توفیق فرمائے اور ان کے نقش قدم

پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آخر میں ربِّ کریم سے دُعا ہے کہ وہ حضرت کیفی صاحب کی کامل مغفرت فرمائے۔ آمین۔ اب اس شعر پر بات ختم کرتا ہوں:

ہم پر حضور ﷺ یونہی نظر آپ کی رہے
جیسے بنی ہوئی ہے ہماری، بنی رہے

نور احمد میرٹھی

حضرت مسرور کیفی کو مرحوم لکھتے ہوئے دل کٹتا ہے۔ نعتیہ ادب کے فروغ کے لیے ان کی زندگی وقف رہی۔ وہ کہتے تھے کہ ''نعت گو تو ایک معمول ہوتا ہے اور جو لفظ عطا ہوتا ہے وہ اسے کاغذ پر اُتار دیتا ہے اور بس''۔ وہ کہتے تھے کہ ''نعت نہ قدیم ہوتی ہے نہ جدید، یہ ضرور ہے کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات وصفات کے ذکر کے علاوہ نعت گو اپنے دور کے تقاضوں اور مسلمانوں کے معاشرے کا ذکر نعت میں بھی کرتا ہے''۔ دیکھا آپ نے! اپنی تمام تر فکری وفنّی دسترس کے باوجود وہ یہ تسلیم نہیں کرتے تھے کہ نعت گوئی میں ان کا اپنا کوئی کمال ہے۔ وہ ختمی مرتبت ﷺ کی حیات وسیرت سے رجوع کرتے تھے۔ ان کے کلام میں نظر آنے والی روشنی ان کے باطن کی روشنی کی طرف دلالت کرتی ہے، ورنہ نعت کے عظیم وضخیم ذخیرے میں ''قابلِ ذکر'' ہونا ممکن نہیں ہے۔

حضرت مسرور کیفی ۲۸ فروری ۱۹۲۸ کو پیدا ہوئے اور ۳۰ جنوری ۲۰۰۳ کو داغِ مفارقت دے گئے۔ بیس سال کی عمر میں ادبی سفر شروع کیا۔ بچوں کے ادب سے غزل کی طرف آئے۔ اُردو کے علاوہ سندھی زبان میں بھی شعر کہے۔ ۱۹۷۶ میں دربارِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی جس نے دل کی دُنیا زیروزبر کر دی۔ اِس مبارک سفر کی برکات یوں ظاہر ہوئیں کہ نعت کے ہی ہو رہے۔

حضرت مسرور کیفی مرحوم کے کلام کے محاسن پر گفتگو میرا منصب نہیں۔ اتنا ضرور جانتا ہوں کہ ان کا ظاہر ہی باطن اور باطن ہی ظاہر تھا۔ نعت میں جس جذبۂ دروں کی ضرورت ہوتی ہے، وہ اس سے مالا مال تھے۔ وہ ایک ایسے عاشقِ نبیِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم تھے جو مقامِ رسالت کا عرفان رکھتے تھے۔ ان کے ہر شعر کا تأثر قاری کو ذاتِ اقدس حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ محبت کا درس دیتا نظر آتا ہے۔ یہ ان کا کمالِ فن رہا کہ مسلمانوں کو اپنے ہادی ﷺ سے نسبت کو قریب سے قریب تر کرنے کے لیے کوشاں رہے۔

حضرت مسرور کیفی کی نعت میں کیف وجذب کا عالم دیدنی ہے۔ انھوں نے تمام تر احترام کے ساتھ نعت کہی ہے۔ اگرچہ نعتیہ ادب میں بھی عہد بہ عہد تبدیلیاں آئی ہیں جن میں بعض شعوری ہیں اور بعض غیر شعوری۔ یہ تبدیلیاں عصری میلانات، عصری تقاضوں اور عصری علوم کو قبول کرنے کی وجہ سے بھی ہوتی ہیں۔ پہلے شمائلِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ولادتِ باسعادت کا ذکر کثرت سے ہوتا تھا، پھر حالیؔ کے ذریعہ تبدیلی آئی اور مسلمانوں میں نعت کے ذریعہ پیغام رسانی کا عمل شروع ہوا۔ عہدِ موجود کو دیکھتے ہیں تو اس وقت نعت کا کینوس بہت وسیع ہے۔ اب نعت کی ہمہ گیریت سے انکار ممکن نہیں ہے۔ نعت محبّت و عقیدت کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شمائل وفضائل، سیرتِ مبارکہ، قرآنی علوم کے ابلاغ اور مسلمانوں کے خوابیدہ احساس کو بیدار کرنے کے لیے ایک مؤثر صنفِ سخن کی شکل اختیار کر گئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ نعت پر نظر رکھنے والے صاحبانِ علم وفضل کی نظریں بھی لگی ہوئی ہیں جو نعت کے احترام کو قائم رکھنے کے لیے ضروری ہے۔ یہ بھی سچ ہے کہ عہدِ حاضر دورِ نعت ہے۔ نعتیہ مجموعے بھی کثرت سے شائع ہو رہے ہیں۔ یہ عقیدت و محبّت کا بلاشبہ اظہار ہے لیکن کیا صرف اظہار ہی سے حق ادا ہو جاتا ہے؟

مسرور کیفی مرحوم قلباً بھی عقیدت و محبت سے سرشار تھے۔ ہر وقت ایک کیفیت میں ڈوبے رہتے تھے۔ وہ ایک دردمند دل رکھتے تھے۔ بدلتی ہوئی قدروں پر بھی ان کی نظر تھی۔ صاحب دل و نظر ہونا معمولی بات نہیں ہے۔ دل کی کُشادگی اور نظر کی وسعت نصیب ہو تو بے کلی سی رہتی ہے۔ یہی کچھ ان کے ساتھ رہا۔ لیکن سرمستیِ عشق کی وجہ سے وہ سب سہہ گئے ورنہ شخصیت ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے۔ پھر یہ عشق تو حقیقی تھا۔ اس کا اپنا مزا ہوتا ہے۔ اس مزے سے ہر ایک تو واقف نہیں ہوتا۔ جن حضرات نے ان کو دیکھا ہے اور قریب سے دیکھا ہے' وہ گواہی دیں گے کہ ہمیشہ ان کا موضوعِ گفتگو نعت رہی۔ آنکھوں میں نمی رہنا اس پر دلالت کرتا ہے کہ وہ اپنے جذبات کی آبیاری کر رہے ہیں۔ وہ چاہتے تھے کہ یہ عشق سرسبز و شاداب ہی رہے۔ یہی شادابی و سرسبزی حرف و لفظ کے ضابطے میں آ کر نعت ہو جاتی تھی۔

(نقش جمال۔ ص ۳'۴'۵)

نور احمد میرٹھی

بزرگ شاعر حضرت مسرور کیفی کا نام نامی وابستگان نعت کے لیے کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔ آپ کے بارہ کے قریب نعتیہ مجموعے زیور طباعت سے آراستہ ہو چکے ہیں۔ اس لیے یہ کہنا مناسب ہے کہ مسرور کیفی صاحب کا شمار ان نعت گو شعرا میں ہوتا ہے جو اپنی نعتیہ کتب کے حوالے سے انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی موصوف کے بارے میں یہ بتانا ضروری ہے کہ ایک طرف آپ نعت گو شعرا میں ممتاز ہیں اور دوسری طرف شہرت اور نام و نمود سے کوسوں دور ہیں' حتّٰی کہ نعتیہ مشاعروں میں بھی نظر نہیں آتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کیفی صاحب عشق و یقین کی اس منزل میں ہیں جہاں ہر دُنیاوی خواہش گردِ راہ ہے اور صرف نبیِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے وابستگی ہی تسکین قلب و نظر ہے۔ یہ

وابستگی کامل عشق و یقین اور تسلیم و اطاعت کا جذبہ دل میں پیدا و بیدار رکھے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اسی لیے یہ ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔ یہ تو صرف انھی دلوں اور ذہنوں تک محدود و مخصوص ہے جو اللہ تعالیٰ کے آخری نبی محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظمت و بزرگی و شرف کا گہرا احساس رکھتے ہیں۔

محترم مسرور کیفی اس دور کے ان قابل احترام نعت گو شعرا کی صف میں شامل ہیں جو ہر اعتبار سے ایک سرمایہ ہیں۔ ہماری روشن تہذیب کا جیتا جاگتا نمونہ۔ قلباً و عقلاً عشق رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرشار فطرتاً نیک خو و نیک اطوار' مزاجاً سادہ و مخلص اور عادتاً خاموش طبع و محنتی۔ شہرت سے بے نیاز۔

(سلام اُن پر۔ ص ۳)

نور احمد میرٹھی

کہنہ مشق شاعر حضرت مسرور کیفی مرحوم اپنی ذات میں ایک ایسی انجمن تھے جس میں عشق و محبّت کی جلوہ گری' ایثار و اخلاق کی تابانی اور انسانی اوصاف کی فراوانی اس طرح یکجا ہو گئی تھیں کہ کوئی بھی بغور دیکھے تو حیرت کی تصویر بن جائے۔ سوز و گداز' نرمی اور شفقت کے ساتھ ساتھ دوسروں کے لیے کچھ کرنے کا جذبہ عمر بڑھنے کے ساتھ مزید بڑھتا رہا۔ انھوں نے زندگی بھر محنت' دیانت اور خدمت کو عبادت سمجھا اور اپنے عمل سے ثابت کیا کہ گمان سے یقین کی منزل تک رسائی مشکل سہی' ناممکن نہیں ہے۔

حضرت مسرور کیفی عصرِ حاضر کے قابل ذکر نعت گو شاعر ہیں' ان کی نعتیہ شاعری کا سفر کئی عشروں پر محیط ہے۔ اس طویل عرصے میں اہل زبان نہ ہوتے ہوئے بھی انھوں نے بیس سے زائد نعتیہ مجموعے پیش کر کے اپنی قادر الکلامی' زود گوئی اور نبی کریم ﷺ سے

شعوری وابستگی، وارفتگی اور عقیدت کے گہرے نقوش چھوڑے۔ اس کے باوجود ان کی طبیعت کی سادگی اور معاشرتی معاملات میں سرِ مُو فرق نہ آیا۔ حد درجہ انکساری ان کی فطرت کا خاصہ تھی۔ پہلی ملاقات پر ایک غیر متعارف شخص کے لیے یہ اندازہ کرنا مشکل نہیں ہوتا تھا کہ وہ عاشقِ صادق ہیں اور اظہار پر کس درجہ دسترس رکھنے والے شخص ہیں۔ مزاجاً بے نیاز تھے اور یہ بے نیازی اس حد تک تھی کہ ہمیشہ مشاعروں سے دور رہے۔ خود میرے اصرار پر انھوں نے میرے غریب خانہ پر منعقدہ مشاعرہ میں اِس شرط کے ساتھ شرکت کی کہ ان کو زحمتِ کلام نہیں دی جائے گی۔

نعت گوئی میں حضرت مسرؔور کیفی ہمہ وقت منہمک رہتے تھے۔ یہ کہنا زیادہ مناسب ہے کہ ان کی فکر کا محور اور ان کے فن کا مرکز صرف ذاتِ محبوبِ ربّ العالمین ﷺ رہی۔ میں پہلے ان کے کسی مجموعہ پر گفتگو کرتے ہوئے لکھ چکا ہوں کہ ذکرِ رسولِ مکرّم ﷺ کے ساتھ ہی ان کی آنکھ نم ہو جاتی تھی اور اکثر اشکوں کی جھڑی لگ جاتی تھی۔ ذکر ہی میں نہیں، ان کے کردار میں یہ وابستگی دیکھی جا سکتی تھی۔

ہمارے عہد کے معتبر اور واجب التعظیم شعرا میں یہ امتیاز حضرت مسرؔور کیفی کو حاصل تھا کہ ان کی نعت سادگی و سلاست کا نمونہ تھی۔ وہ مفاہیم کو برجستگی کے ساتھ نظم کرتے تھے کہ زبان و بیان کا لطف بھی دوبالا ہو جاتا۔ اس کے باوجود ان کے مزاج میں فخر کا پہلو نہیں آیا۔ ان کی شخصیت کے یہ عکس انھیں انفرادیت کے درجہ پر فائز کرتے ہیں۔

(آئینۂ انوار۔ ص ۲، ۳/ حرفِ عطا۔ ص ۱)

نور احمد میرٹھی

محترم مسرؔور کیفی جہانِ نعت کا ایک روشن ستارہ ہیں۔ آپ کو یہ شرف حاصل ہے

کہ کراچی میں سب سے زیادہ نعتیہ مجموعے آپ کے ہی شائع ہوئے ہیں، اور ہر مجموعۂ نعت نے وابستگان و عاشقانِ نعت کو اپنی طرف متوجہ کیا ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت مسرؔور کیفی کے باطن میں عشق و عقیدت کی جلوہ گری کتنی گہری ہے۔ فکری اعتبار سے بھی آپ کے حرف و لفظ مدحِ رسالت مآب ﷺ کے لیے وقف ہیں اور عملی پہلو سے بھی اگر دیکھیے تو صرف اور صرف عاشق ہی نظر آتے ہیں۔ یہ معراجِ عشق ہی تو ہے کہ نامِ نبیٔ محترم ﷺ زبان پر آیا اور چشم نم ہو گئی، بدن پر لرزہ سا طاری ہوا اور آنسوؤں سے چہرے کا وضو ہو گیا۔ میں نے ہر ملاقات میں یہی کیفیت دیکھی ہے حتّٰی کہ فون پر بھی گفتگو کرتے ہوئے ذکرِ نبی ﷺ آ جائے تو کافی دیر تک روتے رہتے ہیں۔

محترم مسرؔور کیفی نے اپنے جذبات کو شعر کا پیرہن عطا کرنے والوں کو ایک طویل نظم کے ذریعہ خراج پیش کیا ہے اور یوں بھی آپ نے نبیٔ رحمت ﷺ کی ثنا خوانی کا شرف حاصل کیا ہے۔ اس روایت کی بنیاد اگرچہ حضرت حفیظ تائبؔ، محترم صہباؔ اختر اور محترم اسمٰعیل انیسؔ نے رکھی ہے مگر ان محترم شخصیات نے محدود دائرے میں یہ نظمیں کہی ہیں۔ حضرت مسرؔور کیفی کی اس نظم کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ حضرت حسّان بن ثابتؓ سے آج تک عربی، فارسی اور اُردو کے علاوہ علاقائی زبانوں کی نعتیہ ادب سے تعلق رکھنے والی شخصیات کا ذکر وسیع مطالعے کا مظہر ہے۔ ہر دور میں نعت گو شعرا کی تلاش اور ان کے اسلوب و فن کا مطالعہ، مسلسل جدّوجہد کے بغیر ممکن نہ تھا۔ حضرت مسرؔور کیفی کی سچی لگن اور فراوانیٔ شوق نے اس کارِ دشوار کو سہل بنا دیا اور آج ہم ان ہستیوں کو یکجا دیکھ رہے ہیں جو سب ایک ہی چمن کے پھول ہیں اور جن کی مسحور کُن خوشبو مشامِ جاں کو معطّر کیے ہوئے ہے۔

اس طویل نظم کا ہر شعر کسی نہ کسی مدح نگار کے لیے ہے یا نعتیہ ادب کے محققین و

ناقدین یا نعتیہ کُتب کے مؤلّفین و مصنّفین کے حوالے سے ہے۔ ہر شعر میں یہ اہتمام رکھا گیا ہے کہ جس شخص کے لیے شعر کہا گیا ہے' اس کا مکمل نام یا نام کا کوئی حصہ بھی شعر میں موجود ہو۔ اس نظم کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ وہ شعرا تو شامل ہیں ہی جو صرف نعت کہتے ہیں مگر وہ شعرا بھی شامل ہیں جو دوسری اصناف کے ساتھ ساتھ نعت بھی انتہائی عقیدت و محبت سے کہتے ہیں۔ اس نظم میں ماضی و حال کی شاعرات کی بھی قابلِ ذکر نمائندگی ہے۔

زیرِ نظر کتاب میں غیر مسلموں کی بھی بڑی تعداد موجود ہے۔ مسرور کیفی صاحب نے غیر مسلم شعرا کو خراجِ تحسین پیش کر کے مسلمانوں کی طرف سے ان کا شکریہ ادا کرنے کا فرض پورا کیا ہے اور یہ ایک احسن عمل ہے۔

(نعت نگار۔ ص ۳، ۴)

احسان دانش

اہلِ عشق و شعور جس قدر نعتیں لکھتے ہیں یہ تمام اظہارِ عجز ہے اور بس۔ لیکن یہ اظہارِ عجز بھی بڑے کام کی چیز ہے کہ انسان ایک ایک لفظ پر رحمت و شفاعت کا حقدار ہو جاتا ہے۔ میں جناب مسرور کیفی کی نعتیہ شاعری کو اُن کی محبت کا اظہار اور عقیدت کا بیان خیال کرتا ہوں اور عقیدت و محبّت مشکل سے ہی کسی اُصول کی پابند ہوتی ہے۔ وہاں تو نظر کا نہیں' دل کا معاملہ ہوتا ہے۔ جس کو جس قدر لگن ہوتی ہے وہ اسی قدر بے خبری کی حد سے قریب ہو جاتا ہے۔ لیکن میں نعت کے معاملہ میں بے تکلّفی کو پسند نہیں کرتا۔ کیونکہ بے تکلفی اور گستاخی کی حدِ فاصل کو ہر شخص نہیں جانتا۔

نعت جس قدر گہری عقیدت اور اونچے اخلاق و محبت کے راستوں سے آئے گی' اس میں اسی قدر رحمت کی روشنی اور شفاعت کی خوشبو کارفرما ہو گی۔ اس میں ایسی لذت اور

تاثر ہو گا کہ انسانی خواب بیداری میں تعبیر کی حدوں کو چھونے لگیں گے۔

جناب مسرور کیفی کی نعتیں گھسی پٹی شاعری کی بازگشت نہیں۔ ان میں جذبہ ہے اور خلوص کی خوشبو۔ کئی جگہ مسرور صاحب کے کلام کو پڑھ کر روح کیف سے سرشار ہو جاتی ہے۔ مگر اس میں قاری کا بھی قلب گداز اور سینہ پُرسوز ہو تو کیا ہی بات ہے۔

محسوسات اور معتقدات کے اجسام پر جس قدر خوبصورت الفاظ کا لباس ہو گا اُسی قدر حسن دوبالا اور جذبہ دھاردار ہو جائے گا۔ جہاں مسرور کیفی کی نعتیں اہلِ محبت سے آنسو طلب کرتی ہیں' اہلِ ذوق کے لیے پیغامِ تسکین بھی ہیں۔ یہ نعتیں پاکیزہ دل نیک نیّت اور اسلامی تڑپ رکھنے والوں کے لیے جہاں زیورِ ایمان ہیں' وہیں رحمت و شفاعت کے لیے وکالت بھی ہو سکتی ہیں۔

اشفاق احمد

مسرور کیفی نہ تو کوئی شاعر ہے اور نہ ہی فکر و سخن کا ماہر۔ اس کی نعتیں بھی شاید ادب کے چوکھٹے پر اس طرح سے پوری نہ اتریں جیسے معروف نعت گو شعرا کی اُترا کرتی ہیں لیکن یہ محبِ رسول ﷺ ضرور ہے۔ اس کی روح' اس کا وجود اور اس کا قلب محبّت کے مواد میں گُندھے ہیں اور ان میں سوائے محبت کے اور کوئی شے ہے ہی نہیں۔ مسرور کے بندھے ہوئے ہاتھ' جھکا ہوا سر' خمیدہ کندھے' اور روتی ہوئی آنکھ ہی اس کا سب سے بڑا سرمایہ ہیں اور یہ دولت اس کو بے مُزد ملی ہے۔ اپنی اس دولت کو مسرور مدینے کے گلی بازار میں دونوں ہاتھوں سے لُٹاتا ہے اور اس کے بدلے نعت کی صنف اپنے سینے سے لگاتا ہے۔ میرے خیال میں مسرور کیفی وہ واحد لکھی بنجارہ ہے جس نے اور سب چیزوں کو چھوڑ کر مدینے سے اصل اور صحیح زرِ مبادلہ کمایا ہے اور پھر اپنی عقیدت کے ہر آنسو کو نعت کے شعر میں بدلوا لیا ہے۔

میں نے مسرور کی نعتوں کے پہلے مجموعے بھی دیکھے ہیں لیکن جو سادگی اور سلاست اور سپردگی ''نوریزداں'' میں ہے، وہ کسی دوسرے مجموعے میں نہیں۔ وہاں محبت کا دریا بڑے خروش کے ساتھ بہہ رہا ہے، یہاں جذبات کا سمندر اُمڈا ہوا ہے کہ اس کا کوئی کنارہ نہیں۔ یہاں شاعری کا' الفاظ کی تراش خراش کا' یا شعور کا کوئی ہوش نہیں۔ یہاں تو دعائیں ہیں یا حیرانیاں ہیں اور جب کوئی تحیّر کے اس عالم میں پہنچتا ہے تو پھر وہ شاعر نہیں رہتا' سراپا مدح بن جاتا ہے۔

(نوریزداں۔ص ۶'۷'۹)

بانو قدسیہ

انسان کے اندر اور خصوصی طور پر آرٹسٹ کے اندر ایک ''چھوٹا سا رب'' ہوتا ہے۔ یہ ''چھوٹا رب'' وقتاً فوقتاً اُسے خودنُمائی پر مجبور کرتا ہے۔ اُس کی آرزو ہوتی ہے کہ وہ عظیم ٹھہرے' لافانی ہو اور پرستش کی حد تک چاہا جائے۔ جیسے اللہ کی پاک ذات نے نہ ہونے کے مقام سے نکل کر ساری کائنات تخلیق کی۔ بالکل ایسے ہی یہ ''چھوٹا رب'' اپنی ذات کی نمائش کے لیے اُبھرتا ہے' وہ ایسے آرٹ کے نمونے بناتا ہے جو ٹیلی ویژن کی روشنیوں کی طرح اُس کی اپنی ذات پر روشنی ڈالتے ہیں۔ اس طرح ہر آرٹ ایک طرح سے آرٹسٹ ہی کا کلوزاَپ پیش کرتا ہے۔ اُسے شاعرانہ تعلّی کی طرف کھینچتا ہے۔ آرٹسٹ نٹ بازی گروں کی طرح کندھے پر بانس رکھ کر پینتیس فٹ اونچی رسی پر چلتا ہے' محیّر العقول حرکت کرتا ہے' جان پر کھیلتا ہے لیکن نمایاں رہنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔

اگر انسان میں صرف یہ ''چھوٹا رب'' ہوتا تو زندگی عافیت سے گزرتی۔ غبارہ اوپر اوپر اور اوپر چڑھتا رہتا اور بالآخر اوپر اٹھانے والی گیس کے پھیلاؤ کی وجہ سے خود ہی پھٹ

جاتا۔ بدقسمتی سے ہر انسان میں اور خصوصی طور پر آرٹسٹ میں ایک چھوٹا سا عبد بھی رہتا ہے۔ ''یہ چھوٹا'' نیستی کا آرزومند' غلامی کا شیدا اور اپنے آپ کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کا آرزومند ہوتا ہے۔ یہ عبد چاہے محبوب کے کوچے میں دُشنام زدہ رہے یا ناصح کی چوکھٹ پر نصیحتوں میں گھرا رہے' اپنی نفی میں اس کا سُرور ہے۔

یوں سمجھیے جیسے ہر انسان کے اندر ایک بڑے چوہدری صاحب اور ایک چھوٹا سا بے حقیقت مزارعہ ہم زنجیر موجود ہوتے ہیں۔ جس قدر چوہدری صاحب اونچا اُٹھتے ہیں' اسی قدر قدموں میں بیٹھنے والا مزارعہ ایڑی کے پاس سے اُن کی تہمد کا کونا کھینچ کر انھیں ہوشیار کرتا ہے۔ چھوٹے رب اور حقیر عبد کے درمیان رسّہ کشی جاری رہتی ہے۔ آرٹسٹ سان پر چڑھتا ہے بھی آسمان کی بلندیوں تک .... کبھی پاتال کی گہرائیوں میں وہ ہیرے کی مانند چمکنا چاہتا ہے لیکن قطرے کی مانند سرنگوں رہتا ہے .... وہ جس قدر نمایاں ہوتا ہے' اُسی قدر اس میں احساسِ تقصیر جاگتا ہے۔ اسی دار وگیر سے بڑا آرٹ اور چھوٹا انسان جنم لیتا ہے۔ تضاد کی اس آری میں یہ خاصہ ہے کہ یہ اوپر لے جائے تو بھی کاٹتی ہے' نیچے آئے تو بھی چیر ڈالتی ہے۔ لیکن آرٹ کا ایک ایسا شعبہ بھی ہے جس میں اس تضاد میں بڑی حد تک مفاہمت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ صوفی شاعری اور صوفی ادب ہے ....

اس شعبۂ آرٹ میں عبد مکمل طور پر حکمران ہوتا ہے اور ہم زنجیر چھوٹے رب کو بندی خانے میں ڈال کر سانس لیتا ہے۔ غالباً ''نعت'' اسی لیے آرٹ کی خوبصورت ترین فارم ہے کیونکہ اس میں محبّت کی وہ جھلاّہٹ نہیں جو غزل کی جان ہے۔ یہاں پہنچ کر آرٹ عبادت کا روپ دھار لیتی ہے۔

مسرور بھی آرٹ کے اسی رستہ پر گامزن ہیں۔ انھوں نے خودنمائی کی خلعت کو

اُتار کر پھینک دیا ہے اور اب کاسہ پکڑ کر رواں ہیں۔ دیکھیے اُن میں چھوٹا رب ہمیشہ کے لیے قید رہتا ہے کہ بندی خانے سے بھاگ کر پھر مجمع لگانے کے لیے آ کھڑا ہوتا ہے۔

مسرور اپنی نفی کا اظہار یوں کرتے ہیں:

مری اس سے بڑھ کر ہو پہچان کیا؟
غلام محمد ﷺ کا ہوں میں غلام ......!

پھر چھوٹا عبد کہتا ہے۔

آنکھوں پہ بٹھاؤں میں انھیں دل میں جگہ دوں
مل جائیں اگر مجھ کو غلامانِ محمد ﷺ

اور ایک اور جگہ

مال بھی اسباب بھی اور جان بھی
آپ پر قربان جائیں مصطفیٰ ﷺ

کہتے ہیں جو جس ڈھب پر پیدا ہوتا ہے، جن خصلتوں جبلّتوں کا حامل ہوتا ہے، ماحول اور میل جول سے اس کا امالہ تو ہوسکتا ہے لیکن ازالہ ممکن نہیں۔ آرٹسٹ جب عقیدت کی اس وادی میں گھُستے ہیں تو اُن کے اندر کا وہ تضاد غالباً پوری طرح ختم تو نہیں ہوتا لیکن ازالہ ضرور ہو جاتا ہے .... مسرور کو یہ نعمت اس نعت خوانی سے ملی ہے جس میں انسانیت کی پیاری ترین خوشبو ہے۔ جس محبت اور جذبے سے انھوں نے بطحا کی ہواؤں، روضے کی جالیوں اور مدینے کی گلیوں کا ذکر کیا ہے۔ شاید ہم خود تو اُس محبّت کے متحمّل بھی نہ ہوں لیکن اُن کی نعتیں پڑھنے کے بعد ہمیں ایک چاہنے والے سے شرفِ ملاقات تو حاصل ہو چکا ہوگا۔

(ملجا و ماوا۔ ص ۴ تا ۸)

اِسرار عارفی

بچوں کی نظموں سے نعتِ نبی ﷺ .... مجاز سے حقیقت تک کا سفر ہے اور اِس راہ کے خوش نصیب مسافر کا نام مسرور کیفی ہے۔ اُردو کے اِس ممتاز نعت گو شاعر سے میری ملاقات کی عمر پاکستان کی عمر سے دو سال چھوٹی ہے لیکن وہ پہلی ملاقات بتدریج دوستی میں بدلتی گئی جو آج تک قائم ہے۔ محترم دوست مسرور کیفی کا اصل نام صالح محمد، اُن کے والد کا اسمِ گرامی حاجی عبدالرحمٰن زکریا اور تاریخِ پیدائش ۲۸ فروری ۱۹۲۸ ہے۔ اُن کی ادبی زندگی کا آغاز ۱۹۴۸ میں بچوں کی نظموں سے ہوا۔ جو "دوست" کے علاوہ بھی کئی رسالوں میں چھپتی تھیں۔ اِن بھولی بھالی نظموں میں جناب مسرور کیفی کی موزونیِ طبع، اُردو زبان کی لطافت اور شعریت کی بھرپور جھلک موجود ہوتی تھی جو بڑھ کر بچوں کی نظموں سے غزل تک آ پہنچی۔ پھر انھوں نے اپنے شعری اور ادبی ذوق کی تسکین کے لیے ایک ادبی رسالہ "شاہکار" نکال ڈالا۔

لیکن مسرور کیفی کی شخصیتِ معنوی میں چھپے ہوئے "نعت گو شاعر" نے جو سیمابی کیفیت پیدا کر دی تھی، وہ "شاہکار" کی بڑھتی ہوئی مقبولیت سے بھی مطمئن نہ ہوئی۔ اس لیے مسرور کیفی دوست اور شاہکار دونوں کی اشاعت ختم کر کے ادارۂ فروغِ ادب کے ذریعہ ادب کی خدمت کرنے لگے۔ جناب مسرور کیفی جو اس عرصہ میں اُردو غزلوں کے علاوہ سندھی زبان میں بھی کامیاب غزلیں کہہ کر سندھی ادبی حلقوں میں متعارف ہو چکے تھے، اچانک نعت گوئی کی طرف نکل آئے اور پھر اُن کی ساری توجّہ اسی طرف سمٹتی چلی گئی۔ جس کا فطری نتیجہ یہ ہُوا کہ مکتبہ فروغِ ادب کا کاروبار سمٹتا چلا گیا۔ ۱۹۷۶ میں جناب مسرور کیفی فریضۂ حج کے لیے روانہ ہو گئے۔ وہاں سے لوٹے تو جیسے خود کو نعتِ نبی ﷺ کے لیے وقف کرا آئے تھے۔

(چراغ حرا۔ فلیپ)

ڈاکٹر یُونُس حسنی

اللہ تعالیٰ نے مرحوم کو ایسی رقّت عطا کی تھی کہ جس پر رشک آتا تھا۔ دوستوں سے ملتے تو ان پر رقت طاری ہو جاتی۔ اگر کوئی تعریفی کلمات کہہ دیتا تو خاموشی اختیار کر لیتے اور آبدیدہ ہو جاتے۔ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکرِ مبارک پر ان کی رقت عجیب ہوتی تھی۔ ایسے موقع پر وہ ایک لفظ منہ سے نہ نکال پاتے۔ آنکھیں بولتی تھیں اور زبانِ اشک!

ان کی یہ بھی عادت تھی کہ جب ایک مجموعہ تیار ہو جاتا تو مدینہ کا رُخ کرتے اور مواجہہ شریف کے اردگرد اس کی قراءت کرتے اور یوں مجموعہ نذر کرنے کے بعد ہی کسی اور کو دیتے۔ دراصل سازِ سخن ان کے لیے بھی بہانہ ہی تھا۔ وہ شاعری وائری کے چکّر میں نہ تھے۔ یہ تو ان کی عبادت تھی۔ شعر ان پر نازل ہوتے اور ہوتے ہی چلے جاتے۔ جب نزول منقطع ہوتا تو کچھ بھی نہ کہہ پاتے۔

ان کی نعت گوئی میں کوئی فنکارانہ رکھ رکھاؤ نہیں۔ کوئی سجاوٹ اور بناوٹ نہیں۔ سیدھے سادے شعر ہوتے ہیں۔ کوئی مجھ سے کہے کہ تم ادب کے طالب علم ہو، مسرورؔ کیفی کی نعت گوئی کے امتیازات پر روشنی ڈالو تو میں کچھ نہ کہہ سکوں گا۔ بس کچھ بھولے بھالے سیدھے سادے الفاظ ہوتے ہیں جو دل میں اُترتے چلے جاتے ہیں۔ ان الفاظ میں جو اثر آفرینی ہے، وہ گدازِ قلب سے پیدا ہوئی ہے اور قلب گداز میں اُترتی چلی جاتی ہے۔

ان کے شعر کی نمایاں خصوصیت اس کی سادگی اور بھولپن ہے۔ وہ حفظِ مراتب کو اس احتیاط سے ملحوظ رکھتے تھے کہ کسی نعت میں آپ ﷺ کو مخاطب واحد کے طور پر شاید ہی استعمال کیا ہو۔ وہ اسے سُوءِ ادب خیال کرتے تھے اور آپ ﷺ کے نام نامی اور اسمِ گرامی کو ہی نہیں آپ کے لیے ضمیر کو بھی جمع استعمال کرتے تھے۔

(رنگ ثنا۔ص ۱۴،۱۵)

ڈاکٹر یُونُس حسنی

میں جب کیفی صاحب کے شعر پڑھتا ہوں تو مجھے نہ جانے کیوں ننھے منے بچے یاد آنے لگتے ہیں، جن میں سادگی اور معصومیت کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ کیفی کے شعر ان ننھے منے بچوں کی طرح سادہ اور معصوم ہیں۔ ان کے شعر بس ٹپک پڑتے ہیں۔ دراصل نعت وہ کہتے نہیں، ان سے کہلوائی جاتی ہے۔ یہ اتنا بڑا اعزاز ہے جس پر جتنا رشک کیا جائے، کم ہے۔

کیفی صاحب آنحضور ﷺ کی ذات کی برکات سے بھی واقف ہیں اور کائنات کو آپ ﷺ کی دین سے بھی آگاہ۔ زندگی اور بندگی کو عظمت آشنا کرنے کے لیے حضور ﷺ نے جو کچھ کیا' اس طرف بھی ان کے یہاں اشارے موجود ہیں۔ نعت گوئی مسرورؔ کے لیے ہنر نہیں۔ مجھے نہیں معلوم کہ اہلِ فن اسے فن کے کس مرتبے پر فائز کریں گے۔ مجھے تو یہ احساس ہے کہ کیفی صاحب نعت گوئی کو عبادت تصوّر کرتے ہیں۔ عشق ومحبت کی تمام فتنہ سامانیوں کے باوجود کیفی صاحب نے آقا اور غلام کے تعلّق کو کبھی نظر انداز نہیں کیا اس لیے ان کی نعتوں میں شوخی سے زیادہ احتیاط ہے۔ طلب ہے تو بکھر جانے کی، وہ بھی قدموں میں۔ توفیقِ نوا کی، کہ مقبولِ بارگاہ ہو۔

اور جب میں یہ کہتا ہوں نعت گوئی کیفی صاحب کے لیے فن کاری نہیں، عبادت ہے تو مسئلہ یہ رہ ہی نہیں جاتا کہ شعر کیسا کہا گیا۔ مسئلہ صرف یہ ہے کہ کیا یہ مقبولِ بارگاہ ہوا اور اگر گمانِ مومن کسی وُقعت کا حامل ہے تو مجھے اس مقبولیت میں کوئی شبہ نہیں ہیں تو کیفی صاحب پر رشک کرتا ہوں۔

(جمالِ حرم۔ص ۱۰،۱۲)

ڈاکٹر سیّد ابوالخیر کشفی

مسرور کیفی کہ نعتیہ شاعری نغمۂ وصال اور گریۂ فراق کا عجب مرقّع بن گئی ہے۔ وہ بار بار بلائے جاتے ہیں اور ہر بار نئے نظاروں اور نئے تجربوں سے نوازے جاتے ہیں اور اِن شاء اللہ یہ سلسلہ یوں ہی جاری رہے گا۔

جمالِ حرم کی کئی نعتوں کے لیے مقبول اور مترنّم بحروں اور زمینوں کا انتخاب کیا گیا ہے .... یہ زمینیں ایک اجتماعی تجربہ گاہ کی حیثیت رکھتی ہیں اور ان تجربوں میں مسرور کیفی نے اپنی آواز کو بھی شامل کر دیا ہے۔ یہ اُمّت، اُمّتی اور رسول (ﷺ) (مرکز، فرد، جماعت) کے تعلق کی ایک دستاویز ہے۔

مت پوچھیے کہ کیا ہے سرکار ﷺ کی گلی میں

یہ نعت اِس انداز کی نعتوں کی نمائندگی کرتی ہے۔

اس مجموعے میں کئی ایسی نعتیں ہیں جن کی بحروں میں رکاوٹ اور روانی بیک وقت موجود ہیں اور ان متضاد کیفیات کو الفاظ نے اور اُبھارا ہے۔ یوں اب مسرور کیفی کے ہاتھوں ایک نیا آہنگ وجود میں آ رہا ہے اور اُن کی یہ نغمگی مدینہ منورہ کے تجربات سے ہم آہنگ ہے۔

(جمالِ حرم۔ ص ۶۵)

ڈاکٹر ابوالخیر کشفی

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت ہمارے ایمان کی اَساس ہے، بلکہ سچ تو یہ ہے کہ خدا پر ہمارا ایمان، نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت پر قائم ہے۔ مسرور کیفی صاحب کے جذبۂ دل نے انھیں اُس دربار میں پہنچایا جو خوابگاہ مصطفوی ﷺ ہے۔

اے خنک شہرے کہ آنجا دلبرست

مجھے یقین ہے کہ مستقبل میں مسرور کیفی صاحب ایک منفرد لہجہ پیدا کرنے میں کامیاب ہوں گے اور اگر فیضِ مصطفوی ﷺ کی روشنی سے وہ کامیاب ہوں گے تو اِن شاء اللہ محسن کاکورویؒ اور مولانا ظفر علی خاںؒ جیسے نعت گو شعرا کی محفل میں انہیں بھی جگہ ملے گی۔

(سیّد الکونین۔ فلیپ)

ڈاکٹر ابوالخیر کشفی

ہمارا عہد، عہدِ نعت گوئی ہے، مگر شاید اس دور میں بھی آٹھ مجموعوں کا سرمایہ کسی اور کو عطا نہیں کیا گیا اور وہ بھی ایسے دربار سے جس کے متعلق ''غلط بخشی'' کا تصوّر بھی آدمی کو ایمان سے محروم کر دے۔

مسرور کیفی جاگتے ہیں تو نعت کی زبان میں گفتگو کرتے ہیں، سوتے ہیں تو خواب میں حرفِ نعت کی روشنی میں کبھی اُن دیکھے مناظر دیکھتے ہیں اور کبھی اس کے رنگوں اور روشنیوں میں اپنے وجود کو بھیگتے دیکھتے ہیں۔ اُن کی نعتوں میں بیشتر اشعار کی ترتیبِ لفظی اور نحو ہماری گفتگو اور بول چال کے مطابق ہے۔ ترکیب سازی اور مضمون آفرینی سے بھی انھیں کوئی خاص دلچسپی نہیں۔ حضور ﷺ کا ذکر، مدینۂ منورہ کے اذکار، روضہ اور اس کی جالیوں کے نظارے .... مدینہ کی گلیاں .... یہی اُن کی متاعِ سخن ہے، اور آپ ہی کہیے کہ پھر حیات و کائنات کا کون سا موضوع ان ابوابِ کلام سے باہر ہے۔ ان کے سوا کسی صاحبِ ایمان کی تمنا بھی کیا ہو سکتی ہے۔ وہ ردیف و قافیہ کی تلاش میں وقت صَرف کرنے والوں میں سے نہیں۔ صاحبِ گنبدِ خضریٰ ﷺ خود ان کے قلب پر نعت کے اشعار کی صورت نازل ہوتے ہیں۔

مسرور کیفی کی نعت گوئی اپنے آقا ﷺ سے ایسا رشتہ بن گئی ہے کہ یادیں

روشنی کے دھارے بن گئی ہیں' طیبہ کے کانٹے اُن کے لیے پھول بن گئے ہیں۔ نعت گوئی
کے لمحات چاند کی روشنی بن جاتے ہیں اور اب مدینے کی ہواؤں کے جھونکے طلبی کا مقدمہ
اور پیش خیمہ بن کر اُن تک پہنچتے ہیں۔

(سفینۂ نعت۔ص ۱۰'۱۸)

مولانا جعفر شاہ پھلواروی

جناب مسرور کیفی صاحبِ کیف و سرُور ہیں۔ اس لیے خشکی و بے کیفی سے نفور
ہیں۔ بحمد اللہ یہ نہ تو اہل تکبّر و غرور ہیں اور نہ اہل ریا و زُور ہیں۔ بس حُبِّ رسول ﷺ
میں فنا اور بادۂ محبت سے مخمور ہیں۔ شاعر ہیں مگر شاعرانہ تکلّفات سے کوسوں دور ہیں۔ یعنی
شاعرِ باشعور ہیں۔ ان کے نعتیہ اشعار رفعت میں طور ہیں اور نغمگی میں چنگ و طنبور ہیں۔
پابندِ عروض و بحور ہیں مگر سلاست و روانی کا مکمل ظہور ہیں اور وجد و شوق سے معمور ہیں۔
سارے کلام میں جذباتِ عشق بھرپور ہیں۔ گویا شرابِ طہور ہیں۔ حقدارِ حور و قصور ہیں۔
یوں کہیے کہ اُردو کا زبور ہیں۔ اشعار صفائی اور چمک میں شفّاف بلّور ہیں۔ اور کیوں نہ ہو
جبکہ منعوت و ممدوح ہمارے حضور ﷺ ہیں۔

(جمالِ حرم۔ص ۱۶)

ڈاکٹر مرتضیٰ اختر جعفری

''ملجا و ماوا'' کی نعتوں کا لب و لہجہ نہایت نرم و زبان کوثر و تسنیم میں ڈھلی ہوئی۔
بیان دلکش و دلآویز۔ اندازِ تخاطب سادہ اور آسان۔ لیکن اس سادگی میں ایک والہانہ پن
ہے جس سے شاعر کی حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وفورِ محبت کا اندازہ ہوتا ہے۔
اشعار میں اس قدر روانی ہے کہ یوں معلوم ہوتا ہے جیسے ایک مترنم جوئے رواں کے اردگرد

محبت و عقیدت کے پھول کھلے ہوں۔ ان کی نعتوں میں قلب و روح کی تسکین کا سامان
موجود ہے۔ نعت جیسے نازک موضوع کو نبھانا کوئی آسان کام نہیں' جب تک خلوص و عقیدت
کی شمعیں روشن نہ ہوں' اس نازک اور نفیس راستے پر گامزن ہونا مشکل ہے۔ جناب مسرور
کیفی نے مدتوں کی ریاضت اور ادبی کاوشوں کے بعد یہ مقام حاصل کیا۔ ان کے اشعار میں
ایک منجھے ہوئے فنکار کی پختگی اور ایک آزمودہ کار شاعر کی مشاقی کا امتزاج ملتا ہے۔ نعت
گوئی کے میدان میں بڑے بڑے پُختہ کار شعراء کے قدم ڈگمگا جاتے ہیں۔ لیکن محبّتِ رسول
ﷺ اور عشقِ نبی ﷺ نے مسرور کیفی کے پائے استقلال کو ایسی استقامت بخشی
ہے کہ بڑی چابکدستی سے ان مشکل مرحلے کو طے کرتے نظر آتے ہیں۔

(نورِ یزداں۔ فلیپ)

پیر محمد کرم شاہ الازہری

مسرور کیفی کا نیا مجموعۂ نعت ''مولائے کل'' کے عنوان سے عشاق کے دردِ محبت کا
درماں کرنے کے لیے نہیں بلکہ اس کی کسک کو تیز تر کرنے کے لیے' ان کے اضطراب کو سکون
آشنا کرنے کے لیے نہیں بلکہ ان کی بے قراریوں اور بے چینیوں کو مزید ہوا دینے کے لیے
پیش کیا جارہا ہے۔ اگر میں یہ کہوں تو مبالغہ نہ ہوگا کہ اس مجموعہ کا ہر شعر اپنے اندر کیف و سرور
کا ایک جہاں سموئے ہوئے ہے۔

ان کا کلام بھاری بھرکم الفاظ سے منزّہ ہے۔ عام فہم الفاظ میں وہ اپنا مدعا بیان
کرنے کی پوری صلاحیت رکھتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ان کے افکار کی نُدرت'
ان کے بیان کی دل موہ لینے والی شوخی' عشق کے سمندر میں ان کے ذوق و شوق کی تُند و تیز
لہریں اور سہلِ ممتنع' اہل علم و فضل کو بھی حیران کُن مسرت سے ہمکنار کر دیتا ہے۔ محبت کی

چاشنی، عشق کا سوز، خلوص کی مہک' ان کی ہر نعت' نعت کے ہر شعر اور شعر کے ہر مصرع کا طُرّۂ امتیاز ہے۔ ''مولائے کُل'' ایک ارمغانِ محبت ہے جو اہلِ درد و محبت کے لیے ایک گراں بہا تحفہ ہے۔

(مولائے کُل۔ص ۱۱۸)

ڈاکٹر فرمان فتح پوری

ان کے اشعار کا لہجہ نرم' زبان پاکیزہ' بیان دلآویز' رنگ و روپ سادہ اور انداز والہانہ ہے۔ اشعار کی لے کیا ہے' جذباتِ محبت کی ایک آب جُو رواں ہے۔ اس آب جُو کے اردگرد عقیدت و نیازمندی کے پھول کھلے ہوئے ہیں۔ شگفتگی و دلدادگی کا سبزہ زار لہلہا رہا ہے اور قلب و روح' محوِ نظارہ ہیں۔ جذبے اور احساس کے ایسے لطیف و نازک مرحلوں میں عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ شاعر کے قدم ڈگمگا جاتے ہیں' نہ دل زبان کا ساتھ دیتا ہے' نہ زبان دل کی معاون ہوتی ہے۔ بہک جانے اور کچھ کا کچھ کہہ جانے کا اندیشہ رہتا ہے۔ لیکن مسرور کیفی کہیں اس اندیشے سے دوچار نہیں ہوئے۔ نہ تو ان کے اظہارِ خیال میں کہیں ناہمواری پیدا ہوئی' نہ موضوع سے زبان و بیان کا رشتہ ٹوٹا۔ ہر قدم پر حمد و نعت اور مدح و منقبت کے مراتب اور امتیازات ان کے پیشِ نظر رہے اور انھوں نے جو کچھ جس طرح کہنا چاہا ہے' کمالِ احتیاط کے ساتھ کہہ دیا۔

(مولائے کُل۔فلیپ)

حفیظ تائب

مسرور کیفی کی نعت میں ایک خاص سبھاؤ' رچاؤ اور رکھ رکھاؤ ہے۔ مناسب الفاظ' خوبصورت زمینوں کا اہتمام' نغمگی کا خصوصی التزام' دھیما مگر دل میں اُترتا ہوا لہجہ' عشق و

ادب کے امتزاج سے بنا ہوا دلکش اُسلوب' سبھی کچھ قابلِ داد ہے۔ اُن کی نعت عقیدت و محبت کی وہ دھنک ہے' جس میں ہر رنگ موجود ہے۔

(مولائے کُل۔فلیپ)

شاہ تُراب الحق قادری

نعت گوئی کی تاریخ ابتدائے اسلام سے جاری ہے اور اس وقت سے نعت گوئی شاعری کی ایک مقبول صنف کے طور پر موجود رہی ہے۔ حضرت حسّانؓ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت شیخ سعدیؒ علیہ الرحمہ اور مولانا رومؒ اپنے دور کے ممتاز نعت گو تھے اور متاخرین میں مولانا شاہ احمد رضاؒ خان نمایاں رہے لیکن ان میں سے کسی کو نعت گوئی کا حق ادا کرنے کا دعویٰ نہیں تھا۔ بلکہ ان سب میں بنیادی خواہش یہ کارفرما تھی کہ آپ ﷺ کے مدّاحوں کی صف میں جگہ حاصل کی جائے۔

میرے محترم حضرت مسرور کیفی کتنے خوش قسمت ہیں کہ انھوں نے بھی اس صف میں جگہ حاصل کر لی اور اس سعادت کا پس منظر یہ ہے کہ حج بیتُ اللہ کے موقع پر دیارِ حبیب ﷺ پر حاضری دی اور اس حاضری کو جو شرفِ قبولیت حاصل ہوا' اس کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ واپس ہوئے تو زندگی نعت گوئی کے لیے وقف کر چکے تھے۔ ان کا تأثر یہ ہے:

کس طرح اُبھرتا ہے جہاں میں انساں
سرکار ﷺ کے قدموں میں بکھر کر دیکھو

ایک عمر کے بعد نعتِ اقدس کی طرف یہ میلان بلاشبہ مدنی تاجدار ﷺ کا انعام ہی ہوسکتا ہے جو انھیں نصیب ہوا۔

(چراغِ حرا۔ص ۱۱'۱۲)

شاہ بلیغ الدین

مسرور کیفی صاحب سے میں ان کے کلام کے ذریعے متعارف ہوا۔ یہ کلام بڑا رواں اور بے ساختہ ہے۔ اگر جذبِ دروں کی کارفرمائی نہ ہوتی تو ایسا ممکن نہ تھا۔ جو بات قابلِ تحسین ہے وہ یہ کہ سوزِ نہاں کے باوصف مسرور صاحب نعت گوئی کے آداب سے خوب واقف ہیں۔ نعت کو وہ غزل نہیں سمجھتے اس لیے ذاتِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبیت کے باوجود آپ ﷺ کے تذکرے میں پورے احترام کو ملحوظ رکھتے ہیں۔ یہ نعت گوئی میں بڑا مشکل مقام ہے۔ یہاں اکثر شعرا خطا کر جاتے ہیں۔ کچھ احساس کی بے پناہ شدت کی وجہ سے، کچھ رسمِ عام کے تابع غیر شعوری طور پر...... صورت جو بھی ہو اس میں احتیاط لازمی ہے۔

نعت گوئی مشکل صنفِ سخن ہے، اس میں مزاج کی مناسبت بہت ضروری ہے۔ مسرور کیفی صاحب کو یہ دولت ودیعت ہوئی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا اتنا بڑا احسان ہے کہ وہ اس پر جتنا بھی شکر کریں کم ہے۔ اس لیے کہ نعت گوئی کا ہر لمحہ حضوری میں بسر ہوتا ہے۔

(چراغ حرا۔ص ۶)

دوست محمد فیضی

جب میں جناب مسرور کیفی کی نعت گوئی پر نظر ڈالتا ہوں تو مجھے کسی ابہام کے بغیر واضح طور پر یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ دراصل اس ذاتِ والا صفات سے بیکراں عقیدت اور اس بارگاہ میں اس کی قبولیت ہی ہے جو نعت گوئی کے اس خود رَو اور ہمیشہ تازہ رہنے والے سرچشمے کو ہر دور میں نئی زندگی، نئی تازگی، نئی وسعت اور نئی والہانہ کیفیت عطا کرتی جا رہی ہے۔ سرکار ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی سعادت ایک مسلمان کی سب سے بڑی خوش بختی

ہے۔ اور جسے یہ خوش بختی حاصل ہو اُسے وہ کیف بھی عطا ہو جاتا ہے جسے لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ یہی کیف تو تھا جس نے حضرت جامی علیہ الرحمہ کو یہ کہنے پر مجبور کیا تھا کہ:

مُشرّف گرچہ شد جامی ز لطفش
خدایا ایں کرم بار دگر کن

جناب مسرور کیفی اسی لازوال کیف سے سرشار ہوئے ہیں اور اب یہی نعت بن کر ان کے لبوں اور ان کے قلم سے رواں ہو گیا ہے۔ مجھے یہ جان کر کوئی حیرت نہیں ہوئی کہ وہ تمام دوسری اصنافِ شعر کو خیرباد کہہ کر صرف صنفِ نعت کے لیے وقف ہو چکے ہیں۔ اس بارگاہ میں حاضر ہونے کے بعد پھر کوئی اور بارگاہ، کوئی اور کیفیت، کوئی اور موضوع نگاہوں میں جچتا ہی نہیں۔ یہ بہرحال انتہائے عقیدت اور عطائے ربِ جلیل کی بات ہے کہ:

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

(میزابِ رحمت۔ص ۶۵)

محمد ذاکر علی خاں

دراصل نعت گوئی حضورِ پُرنُور ﷺ کا کرم اور اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔ یہ ایسا منصب ہے جو نصیبہ وروں کو ہی عطا ہوتا ہے۔ اس لیے قابلِ صد احترام ہیں وہ حضرات جو منصبِ نعت گوئی پر فائز ہوئے۔ مسرور کیفی صاحب اس لیے نہ صرف قابلِ مبارکباد ہیں بلکہ قابلِ رشک ہیں کہ انھیں یہ نعمت مسلسل میسر ہے اور شرفِ باریابی بھی حاصل ہے۔ ''نورِ یزداں'' بھی سلسلۂ لطف و کرم کی مبارک کڑی ہے۔ ایسی کڑی جو انھیں منزل سے قریب تر لیے جا رہی ہے۔ ان کے شعروں میں والہانہ لگاؤ ہے، سادگی ہے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ

کہ خواہش سپردگی ہے۔

(نوریزداں۔ ص ۱۲، ۱۳)

پروفیسر ڈاکٹر ابُوالّلیث صدّیقی

جنابِ مسرؔور کیفی کی نعتوں میں عقیدت، مرتبہ دانیٔ ذاتِ محمدی، ادبی خوبیوں اور فنی حسن کے ساتھ ساتھ اُن کے دل کی دھڑکن سنائی دیتی ہے اور مژہ پر چمکتے ہوئے آنسو دکھائی دیتے ہیں۔

اُن کی نعتوں میں حضور ﷺ سے عقیدت ومحبت کے اظہار کے علاوہ خاکِ مدینہ کے ذروں کو چومنے کا جو جذبہ اور دیارِ مدینہ کی فضا کا حصہ بن جانے کی جو آرزو ہے، اُس نے بار بار اُس دیار تک پہنچا دیا جہاں زندگی کے سب سے قیمتی شب وروز گزرے ہیں۔ وہ شب وروز جو حاصلِ دین دُنیا ہیں۔

میں نے جناب مسرؔور کیفی کی نعتیہ شاعری کے صرف اسی ایک پہلو کو اپنے تأثرات کا مرکزی نقطہ بنایا ہے کیونکہ یہی ان کی نعت گوئی کا مرکزی نقطہ بھی ہے۔ یہ اُن کے جذبہ کی صداقت کی دلیل ہے کہ بار بار انھیں شاہِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دربار میں طلب کرتے ہیں۔

(جمالِ حرم۔ ص ۴)

محمد شمیم

مسرؔور کیفی صاحب کی نعت گوئی کا اپنا رنگ ہے، یہ رنگ ان کی ہر نعت میں جھلکتا ہے۔ مسرؔور صاحب کے یہاں نعت پسِ پشت ایک انتھک تسلسل ہے۔ ان کی نعتیں خیال بندی پر قائم ہوتیں تو ہم آپ عام اُردو شاعری کی روایتی رسمِ خواندگی کے مطابق اپنی اپنی

پسند کے شعر یہاں وہاں سے چُن کر جی نہال کر لیتے۔ لیکن مسرؔور صاحب کا کلام تو ان کے دل کا سلام ہے، وہ بھی صاحبِ مدینہ کے حضور۔ اس کا شروع کیا، اس کا ختم کیا۔ بس ایک عالم ہے۔ چراغ سے چراغ جل رہا ہے۔ ان کی نعتیں ایک دوسری سے الگ ہی نہیں ہوتیں شدّتِ احساس کی فریکوئینسی پر کہا ہوا کلام مربوط ہی ہوسکتا ہے۔ پھر مرکزِ قلب ونظر حبّ رسول ﷺ ہو تو شاعر کے معاملات کو پرکھنے کے روائتی ضابطے کام نہیں آتے، چنانچہ مسرؔور صاحب کی نعتوں سے مبیّنہ ''اچھے اشعار'' نکال لینا ناممکن تو نہیں لیکن اس عمل سے ان کے کلام کی جذباتی وحدت ضرور مجروح ہوتی ہے۔ وہ جس بعد میں شاعری کا ذریعہ استعمال کررہے ہیں وہ خود ہی شاعری سے گزر جانے والی چیز ہے۔ وہاں سادہ خوب وناخوب کا فارمولا کارگر نہیں ہوتا۔

میں نے مسرؔور کیفی صاحب کی نعتیں پڑھ کر یہ محسوس کیا کہ ان کے جذبے کی سچائی ایسی ہے کہ قاری کو ساتھ لے جاتی ہے، وہ بھی حبّ نبی ﷺ کی سعادت میں ان کا شریک ہوجاتا ہے۔ شرط یہ ہے کہ آپ ان کا کلام غزل کی عادت پر نہ پڑھیں، بس ان کے اظہار کے راستوں پر دور تک پڑھتے گزرتے جائیں نعت کی اندرونی کیفیت آپ کو خود ہی اپنا بنا لے گی۔ یہ اللہ کی دین ہے کہ ان کے کلام میں تکلّف ''ذرا نہیں''۔ داستانِ حرم اور شانِ حرا ہے تو سادہ بھی ہے، دل نشیں بھی۔ وہ کوشش، عقلی دَرّاکی اور فنی اظہار کے اسیر ہی نہیں ہوئے تو ان کے کلام میں اس کی نمائش بھی نہیں ہوئی۔ ہوتا بھی کیسے کہ یہ ان کے مزاج کی افتاد تھی نہ ان کے خاص فن کا تقاضا۔ ان کے لکھنے کی اصل ان کا میثاقِ وفا ہے جو انھوں نے مضبوط باندھا ہوا ہے۔ آپ چاہیں تو یوں کہہ لیں کہ ان کا لکھنا اور جینا ایک ہوکر رہ گئے ہیں۔ فن کا ''لائف اسٹائل'' ہو جانا اسی کو کہتے ہیں۔ بس نصیب کی بات ہے، جسے جیسی توفیق مل جائے۔

(سفینۂ نعت ۔ ص ۲۱، ۲۲)

نازش حیدری

مسرور کیفی کی شاعری کا دوسرا دور ۱۹۷۶ میں اس وقت شروع ہوا جب وہ سعادتِ بیتُ اللہ سے مشرّف ہوئے اور یہ دور انھیں نعت گوئی کی طرف لے گیا۔ اب وہ نعت کے سوا کسی دوسری صنف میں طبع آزمائی نہیں کرتے۔ جہاں تک نعت گوئی کا تعلق ہے ان کی پسندیدہ چھوٹی بحر اور ہلکے پھلکے الفاظ میں ان کے فکر کی جولانی واقعی قابلِ داد و ستائش ہے۔ انھوں نے سرورِ کائنات ﷺ کے حضور اپنے اشعار میں کتنی بے ساختی سے نذرانۂ عقیدت پیش کیا، اس کا اندازہ ان کے کلام سے بخوبی ہو جاتا ہے۔

ان کا نعتیہ کلام یقیناً ان کے خلوص و عقیدت کا آئینہ ہے اور اس بات کا بھی کہ کس قدر فنافی الرسول ہیں۔

(چراغِ حرا ۔ ص ۸۷)

طاہر سلطانی

مسرور کیفی جب سفرِ مدینہ کی تیاری کرتے تو بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں پیش کرنے کو تحفۂ نعت یعنی اپنا تازہ مجموعۂ نعت بصد عقیدت و محبت ساتھ لے جاتے۔ مسرور کیفی مرحوم کا سفرِ نعت گوئی کم و بیش تین دہائیوں پر محیط ہے۔ انھوں نے ۲۵ مجموعہ ہائے نعتِ رسولِ آخر شافعِ محشر ﷺ کے حضور پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ انھوں نے مسلسل بیس (۲۰) برس روضۂ رسولِ مکرّم ﷺ پر حاضری کی سعادت حاصل کی۔ مسرور کیفی کا نعتیہ کلام تاریخِ نعت کا منور اور روح آویز گوشہ ہے۔ مسرور کیفی کے نام اور کام سے کوئی بھی تاریخ گو صَرفِ نظر نہیں کر سکے گا۔

''نعت نگار'' کے نام سے ان کی کتاب جو دو حصوں پر مشتمل ہے، منظرِ عام پر آئی تو نعتیہ حلقوں میں خوب خوب پذیرائی ہوئی۔ حقیقت تو یہی ہے کہ ان کا یہ کام منفرد اور خلوص و محبت سے لبریز ہے۔ مذکورہ کتاب میں انھوں نے پانچ سو سے زائد نعت نگاروں کو خراجِ تحسین و ہدیۂ تبریک پیش کیا ہے۔ وہ ممتاز شاعر و صحافی اسرار عارفی سے حد درجہ عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ وہ اسرار عارفی مرحوم سے مشورۂ سخن بھی کیا کرتے تھے۔ اسرار مرحوم جو کراچی سے ملتان منتقل ہو گئے تھے، کیفی مرحوم ان سے ملاقات کے لیے کئی مرتبہ ملتان تشریف لے گئے اور اُن کا ہر لحاظ سے خیال بھی کرتے تھے۔ نمود و نمائش سے ہمیشہ دور رہے۔

انھوں نے اپنے نعتیہ مجموعوں کے علاوہ دیگر مرحوم شعرائے کرام کے نعتیہ مجموعے بھی شائع کیے۔ چند شعراء کے نام تو یہ ہیں۔ نیّر حامدی، پُرنمی اجمیری، اسرار عارفی، عنایت اللہ عنایت۔ ان کے مجموعہ ہائے نعت ''نعتِ نیّر''۔ رنگ، نکہت، روشنی''۔ ''ہادیٔ برحق'' اور ''حرفِ تمنا'' شامل ہیں۔ عاجزی و انکساری کا پیکر مسرور کیفی کو عاشقِ رسولؐ کہا جائے تو کوئی مبالغہ نہ ہوگا۔ مسرور کیفی کا نعتیہ کلام بیشتر سہلِ ممتنع میں ہے۔ ان کا نعتیہ کلام قاری کے قلب کو سکون اور آنکھوں کو نمی بہم پہنچاتا ہے۔

نعتِ سرکار ﷺ کی خوشبو بکھیرنے والا شاعر ۳۰ برس تک نعتوں کے پھول کھلانے کے بعد ۳۰ جنوری ۲۰۰۳ کو دُنیائے فانی سے ملکِ جاودانی کو رخصت ہوا۔ مرحوم کے سفرِ آخر میں راقم کو شرکت کی توفیق حاصل ہوئی۔ ان لمحات میں راقم کو وہ دن وہ راتیں یاد آ رہی تھیں جو مرحوم کے ہمراہ حرمین شریفین میں گزاری تھیں۔ وہاں گزارا ہوا ایک ایک لمحہ یاد آ رہا تھا۔

کوثر نیازی

میں نے مسرور صاحب کی نعتیں دیکھی ہیں۔ یہ ٹھیک ہے ان میں کہیں کہیں زبان وفن کی خامیاں پائی جاتی ہیں مگر بحیثیتِ مجموعی ان کے اشعار اُردو کے نعتیہ کلام میں ایک اچھا اضافہ ہیں۔ ان میں جذبہ بھی ہے اور شعور بھی' وہ خواص کے شاعر تو نہ کہلا سکیں گے البتہ عوام کے شاعر ضرور ہیں۔ ان کی نعتیں سلیس ودلنشیں زبان اور بڑی مترنّم بحروں میں ہیں' ان میں سوز وگداز بھی ہے اور حسن ادب بھی۔ میلاد کی محفلوں میں پڑھی جائیں گی تو ایک اَن پڑھ آدمی بھی جھوم جھوم اُٹھے گا۔ ان کا یہی حسن تاثیر ان کی دلیل قبولیت ہے۔

(مولائے کُل۔ ص ۱۵)

شہزاد احمد

(ریسرچ سکالر' شعبۂ علومِ اسلامیہ' کراچی یونیورسٹی)

[محترم شہزاد احمد نے ''مسرور کیفی کی نعتیہ خدمات اور نعتیہ ادب کی زندہ تحریک'' کے زیرِ عنوان ۲۸ صفحات کا ایک محاکمہ لکھا (دُنیائے نعت'' کراچی۔ نعت نمبر۔ ص ۲۱۳ تا ۲۴۰) جس میں انھوں نے بتایا کہ صالح محمد مسرور کیفی نے ۱۹۴۸ سے اپنی ادبی زندگی کا آغاز کیا۔ پہلے بچوں کی نظمیں لکھیں' رسالہ ''دوست'' جاری کیا۔ پھر ادبی رسالہ ''شاہکار'' نکالا' ادارہ فروغِ ادب کی بنیاد رکھی۔ پھر ۱۹۷۶ میں روضۂ آقا ومولا علیہ التحیۃ والثنا کی پہلی حاضری نے ان کی زندگی کو اہم موڑ دیا اور بارگاہِ سرکار ﷺ سے انھیں ہر سال بلاوا آنے لگا اور یہ ہر سال ایک نعتیہ مجموعہ حاضری کے تشکُّر کے طور پر ساتھ لے جانے لگے۔

مسرور کیفی نے ابتدائی شاعری میں نازش حیدری دہلوی سے مشورۂ سخن لیا۔ ایک حج کے ساتھ ۱۹ مرتبہ انھیں عمرے کی سعادت حاصل ہوئی۔ ۳۰ جنوری ۲۰۰۳ کو کراچی میں

انتقال ہوا اور کچھی میمن قبرستان' عثمان آباد' کراچی میں مدفون ہیں۔

شہزاد احمد نے لکھا کہ ان کے پندرہ نعتیہ مجموعہ ہائے کلام ان کی زندگی میں شائع ہو چکے تھے۔ شہزاد احمد نے ان مجموعوں کا تفصیلی تعارُف دیا۔ چراغِ حرا' ملجا و ماوا' جمالِ حرم' مولائے کُل' نورِ یزداں' میزابِ رحمت' ہالۂ نور (۱۶ صفحات پر مشتمل ایک نظم)' سیّد الکونین' مرحبا (سولہ صفحات پر ایک نعتیہ نظم)' سجدۂ حرف' حرفِ عطا' آئینۂ انوار' نقش جمال' عکس تمنّا' سلام اُن ﷺ پر (۱۶ صفحات)' نعت نگار حصہ اول۔ کرم در کرم' رنگِ ثنا۔

محولہ بالا مضمون میں مسرور کیفی کی نعتوں کے انتخاب محمد عربی مرتّبہ محمد ابرار حسین (۳۲ صفحات) شافعِ محشر مرتّبہ ارسلان کیفی (پاکٹ سائز کے ۳۲ صفحات) ارمغانِ مسرور کیفی مرتّبہ شہزاد احمد (غیر مطبوعہ اور نعتیہ کیسٹ چراغِ حرا (سعید ہاشمی کی آواز میں) کا ذکر کیا گیا۔

شہزاد احمد نے مرحوم نعت گو شعرا کے نعتیہ مجموعہ ہائے کلام کی بلا معاوضہ اشاعت کے سلسلے میں مرحوم مسرور کیفی کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے نظر نظر طیبہ (شعیب آبرو فیض آبادی۔ ۱۰ ستمبر ۱۹۹۳' چراغِ تجلّی (محسن کاکوروی۔ اگست ۱۹۹۴)' موجِ کوثر (اقبال سہیل اعظم گڑھی۔ اگست ۱۹۹۴) کا ''بزمِ حمد ونعت'' کے حوالے سے اور ہادیٔ برحق (اسرار عارفی۔ جنوری ۱۹۹۷)' نعتِ نیّر (مفتی سید ریاض الحسن نیّر حامدی ضیائی۔ اکتوبر ۱۹۹۷)' رنگ نکہت روشنی (حکیم عبدالرشید پریمی اجمیری۔ مئی ۱۹۹۸)' دیدۂ نم (حامد بخش حامد بدایونی۔ ستمبر ۱۹۹۹) اور حرفِ تمنا (عنایت اللہ عنایت۔ فروری ۲۰۰۰) کا تفصیلی ذکر کیا۔

☆☆☆☆☆

مسرور کیفی: ایک صاحبِ کتاب نعت گو

جناب مسرور کیفی کے اب تک جتنے مجموعہ ہائے نعت اشاعت پذیر ہوئے ہیں، ان میں سے ہر کتاب کے پانچ مطلعے نمونے کے طور پر دیے جا رہے ہیں جن سے ان کی نعت گوئی کا انداز ظاہر ہو جاتا ہے۔ .... مدیر

چراغِ حرا

زیست میں ایسا کوئی لمحہ نہ ہو
جب نظر میں گنبدِ خضرا نہ ہو

....

ہر اک شے جہاں کی قرینے میں ہے
وہ جنّت کا ٹکڑا مدینے میں ہے

....

دل کو دُنیائے لطافت میں بنائے رکھوں
ان کے جلووں کو نگاہوں میں سمائے رکھوں

....

آپ کا جب بھی لیا نام رسولِ عربی ﷺ
بن گیا مرا ہر کام رسولِ عربی ﷺ

....

کیا کیا نہ جذب و کیف کے چشمے اُبل پڑے
دیکھا درِ حضورؐ تو آنسو نکل پڑے

(عروجِ ادب، کراچی۔ بار اول۔ جنوری ۱۹۷۸۔ صفحات ۱۶۰۔ کتاب میں ۷۲

نعتیں ہیں)

ملجا و ماوا

جب اور جہاں آنکھ اُٹھاؤں لوگو!
دربارِ نبی ﷺ سامنے پاؤں لوگو

....

دو جہانوں میں جو اُجالے ہیں
میرے سرکار ﷺ نے اچھالے ہیں

....

جب بھی جاتا ہوں سنہری جالیوں کے سامنے
خلد پاتا ہوں سنہری جالیوں کے سامنے

....

ہوش سے جب کام لوگوں نے لیا
آپ ہی کا نام لوگوں نے لیا

....

گرتا ہے وہ کہیں، نہ پھسلتا ہے دوستو
رستے پہ جو حضور ﷺ کے چلتا ہے دوستو

(ادارۂ فروغِ ادب، کراچی۔ بار اول۔ اپریل ۱۹۸۰۔ صفحات ۱۱۲۔ کتاب میں ایک دعا اور ۴۸ نعتیں ہیں)

جمالِ حرم

عجب رنگ آنکھوں میں آئے ہوئے ہیں
مدینے کے منظر سمائے ہوئے ہیں

....

ذکر و فکرِ فخرِ موجودات ﷺ ہے
میرے لب پر میرے دل کی بات ہے

شوق اتنا تو اوج پر جائے
نعت گوئی میں شب گزر جائے

انوار میں ڈھلتے ہوئے دھارے آئے
دُنیا میں جو سرکار ﷺ ہمارے آئے

عقیدت سے با چشمِ تر جائیے
درِ مصطفیٰ ﷺ پر اگر جائیے

(ادارۂ فروغِ ادب' کراچی۔ بار اول۔ جون ۱۹۸۱۔ صفحات ۱۱۲۔ کتاب میں ۴۸ نعتیں ہیں)

اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن جنوری ۲۰۰۸ میں جہانِ نعت' کراچی نے ۴۸ صفحات پر چھاپا۔ اس میں پہلے ایڈیشن کے صفحات ۲۵'۲۶۔۴۹'۵۰۔۷۵'۷۶۔۸۳'۸۴'۹۹'۱۰۰ اور ۱۰۱ صفحات پر موجود ۶ نعتیں (جن کے مطلعے ذیل میں درج ہیں) حذف کر دی گئیں:

قسمت کے دھنی ہم بھی بنائے جائیں
سرکار ﷺ کے قدموں میں بٹھائے جائیں

ہم کو تو سرِ حشر بچائیں گے محمد ﷺ
تم دیکھنا' دامن میں چھپائیں گے محمد ﷺ

شوق اتنا تو اوج پر جائے

نعت گوئی میں شب گزر جائے

عشق کی آگ میں جو جلتے ہیں
بن کے کندن وہی نکلتے ہیں

آنکھوں میں دربارِ نبی ﷺ ہے
میرے لیے معراج یہی ہے

یہ نہ سمجھو' یاد وہ آئے نہ تھے
شوق ہی نے پاؤں پھیلائے نہ تھے

اس دوسرے ایڈیشن میں جو نعتیں شامل ہیں' ان میں کی ہر نعت سے بھی دو شعر چھانٹ دیئے گئے ہیں۔

مولائے کُل

در پر حضور ﷺ کے جو بلائے ہوئے ہیں لوگ
پروانۂ نجات وہ پائے ہوئے ہیں لوگ

کام دم بھر میں ہو سارا یا محمد مصطفیٰ ﷺ
آپ کر دیں جو اشارہ یا محمد مصطفیٰ ﷺ

ہماری کمائی کا باعث نبی ﷺ ہیں
خدا تک رسائی کا باعث نبی ﷺ ہیں

سرکار ﷺ کا نقشِ کفِ پا ہے مِرا سر ہے

دُنیا کی مجھے کوئی خبر تھی، نہ خبر ہے

کام سے بس کام ہونا چاہیے
لب پہ اُن ﷺ کا نام ہونا چاہیے

(ادارہ فروغِ ادب، کراچی۔ بار اول۔ اپریل ۱۹۸۲۔ صفحات ۱۶۰۔ کتاب میں ۲۷ نعتیں ہیں)

نورِ یزداں

جو آپ کے قدموں میں جھکائے نہیں جاتے
وہ سر کبھی دُنیا میں اُٹھائے نہیں جاتے

طیبہ کی ہواؤں کا اثر دیکھنے آئے
کچھ لوگ مرا دیدۂ تر دیکھنے آئے

رُوکشِ صد کیمیا ہے، دیکھ لو
خاکِ پائے مصطفیٰ ﷺ ہے، دیکھ لو

پھر خطۂ شاداب و حسیں دیکھ رہا ہوں
سرکار ﷺ جہاں ہیں، وہ زمیں دیکھ رہا ہوں

بے نیازِ داد ہو کر کام کر
مدحتِ سرکار ﷺ صبح و شام کر

(ادارہ فروغِ ادب، کراچی۔ بار اول۔ اپریل ۱۹۸۳۔ صفحات ۱۱۲۔ کتاب میں ۴۸ نعتیں

ہیں)

میزابِ رحمت

بخت ہے کچھ نارسا، ورنہ حضور ﷺ
آپ کے در سے کبھی جاتا؟ حضور ﷺ

آپ کی مدحت سرائی ہے حضور ﷺ
بس یہی میری کمائی ہے حضور ﷺ

گو بُروں سے بھی بُرا ہُوں یا نبی ﷺ
آپ کا تھا، آپ کا ہوں یا نبی ﷺ

خود کو میں غمِ زیست سے آزاد کروں گا
تم دیکھنا، سرکار ﷺ کو جب یاد کروں گا

ان کا روضہ دکھائی دیتا ہے
کام بنتا دکھائی دیتا ہے

(ادارہ فروغِ ادب، کراچی۔ بار اول۔ مارچ ۱۹۸۴۔ صفحات ۱۱۲۔ کتاب میں ۴۸ نعتیں ہیں)

سیّدُ الکونین

آپ کا نقشِ پا ہے آنکھوں میں
دولتِ بے بہا ہے آنکھوں میں

جو آپ کی گلیوں کے قریں ہیں مرے آقا ﷺ
گوشے وہ سبھی عرشِ بریں ہیں مرے آقا ﷺ

ہونٹوں پہ شب و روز صدائے طیبہ
کچھ کم تو نہیں ہے یہ عطائے طیبہ

یوں لطفِ حضوری پایا کر
خوابوں میں مدینے جایا کر

خُلق کا، مہر و وفا کا شہر ہے
یہ محمد مصطفیٰ ﷺ کا شہر ہے

(ادارہ فروغِ ادب، کراچی۔ بار اول۔ مارچ ۱۹۸۶۔ ص ۱۱۲۔ کتاب میں ایک حمد، ۴۶ نعتیں اور ۲ نظمیں ہیں)

ہالۂ نُور

"ہالۂ نور" ۶۳۔ اشعار کی ایک نعتیہ نظم ہے جو "سید الکونین" میں بھی شامل ہے۔ نظم کے سات بند ہیں۔ نمونے کے طور پر چار بندوں کے پہلے شعر دیکھیے:

قسمت پہ اپنی ناز کروں اور بجا کروں
حکمِ خدا سے نعتِ نبی ﷺ جب کہا کروں

جاگا مرا نصیب، حرم تک پہنچ گیا
ناواقفِ کرم تھا، کرم تک پہنچ گیا

الفاظ سارے گُنگ خیالات دنگ ہیں
آنکھوں میں آج بھی وہ مدینے کے رنگ ہیں

تشریف لائے آپ تو رنج و محن گئے
جتنے ادھورے کام تھے، سارے ہی بن گئے

(فروغِ ادب، کراچی۔ بار اول۔ ۱۹۸۵۔ صفحات ۱۶)

مرحبا

"مرحبا" ۲۳ بندوں پر مشتمل ایک نعتیہ نظم ہے۔ جس کے ۲ بند بطورِ نمونہ درج کیے جاتے ہیں:

اک اشارہ کیا
چاند ٹکڑے ہُوا
آپ کا معجزہ
مرحبا مرحبا

ہاتھ خالی ملا
جو سوالی ملا
دامن اس کا بھرا
مرحبا مرحبا

(ادارہ فروغِ ادب، کراچی۔ بار اول۔ نومبر ۱۹۸۷۔ صفحات ۱۶)

سجدۂ حرف

اک جہانِ رنگ و نکہت ہے حضور ﷺ
آپ کی بستی بھی جنّت ہے حضور ﷺ

غم زدہ جتنے جہاں پائے گئے
سب کے سب طیبہ میں بلوائے گئے

نعت کا ارمان دل میں رکھ لیا
خلد کا سامان دل میں رکھ لیا

یونہی کیا لوگ مدینے آئے
جن کو بلوایا نبی ﷺ نے، آئے

تجھ پر ہو گی رحمت، لکھ
شاہِ اُمم ﷺ کی مدحت لکھ

(ادارہ فروغِ ادب' کراچی۔ بار اول۔ مارچ ۱۹۸۸۔ صفحات ۱۱۲۔ کتاب میں ۵۰ نعتیں اور ایک نعتیہ نظم "مرحبا" شامل ہے جو نومبر ۱۹۸۷ میں الگ بھی چھپ چکی ہے)

حرفِ عطا

سامانِ سفر کھول کے، پھر باندھ رہا ہوں
آیا تھا مدینے سے، مدینے کو چلا ہوں

اپنی آنکھوں میں چھپا لاتا حضور ﷺ
نقشِ پا جو مجھ کو مل جاتا حضور ﷺ

لب پر حرفِ مدحت ہے
لطف و کرم ہے، رحمت ہے

پہلے اشکوں سے آنکھ نم کیجے
پھر ثنائے شہِ اُمم ﷺ کیجے

جس جگہ مصطفیٰ ﷺ کا روضہ ہے
خُلد سے وہ مقام اونچا ہے

(جہانِ نعت' کراچی۔ بار دوم۔ جنوری ۲۰۰۷۔ صفحات ۹۶۔ کتاب میں ایک حمد اور ۴۶ نعتیں ہیں)

آئینۂ انوار

کیسے انوار کا جہاں باندھوں
میں مدینے کا کیا سماں باندھوں

آمد کے اپنی رنگ دکھائے حضور ﷺ نے
قلب و نظر میں پھول کھلائے حضور ﷺ نے

کیسی ہی افتاد رہے
نعت کہوں، دل شاد رہے

جتنی نظر میں آئیں مثالیں، وہ ٹال دوں
جس کی نہیں مثال، کیا اس کی مثال دوں

چاہتوں میں اس قدر گہرائیاں
خواب میں بھی انجمن آرائیاں

(جہانِ نعت۔ کراچی۔ بار دوم۔ جنوری ۲۰۰۶۔ صفحات ۸۰۔ کتاب میں ایک حمد اور ۵۶ نعتیں صفحہ ۶۰ تک ہیں۔ صفحہ ۶۱ سے آخر تک ''تکرارِ تجلّی'' کے عنوان سے چراغِ حرا' ملجا و ماوا' جمالِ حرم اور مولائے کُل کی نعتوں کا انتخاب ہے)

نقشِ جمال

یونہی آپ کو کیا بُلا لوں حضور ﷺ
ذرا گھر کو گھر تو بنا لوں حضور ﷺ

رنگ روپ آتا ہے جس طرح نگینے میں
آدمی سنورتا ہے آپ ﷺ کے مدینے میں

تیرگی میں نور کا پیکر ہے نعت
ایک سایے کی طرح سر پر ہے نعت

خوشبو عجیب بام میں دیوار و در میں ہے
چرچا نبی ﷺ کی نعت کا کیا میرے گھر میں ہے

اس پر بھی فیضِ خاص ہے کیا کیا رسول ﷺ کا
ہر ہر قدم پہ شاد ہے شیدا رسول ﷺ کا

(جہانِ نعت' کراچی۔ بار دوم جنوری ۲۰۰۵۔ صفحات ۸۰۔ صفحہ ۶۲ تک ایک حمد اور ۵۶ نعتیں ہیں۔ صفحہ ۶۳ سے آخر تک چراغِ حرا' ملجا و ماوا' جمالِ حرم اور مولائے کُل سے منتخب نعتیں ہیں)

عکسِ تمنّا

شہرِ نبی ﷺ کی راہ گزر کیا نظر میں ہے
میرا وجود سارا ابھی تک سفر میں ہے

مَحبّت کا ذرا اور اک مل جائے
مجھے بھی دیدۂ نمناک مل جائے

نامِ نامی کی صدا میں گم ہوں
میں مدینے کی ہُوا میں گم ہوں

نبی ﷺ کا آستانہ مل گیا ہے
نہ پوچھو کیا خزانہ مل گیا ہے

یہ تسلّی یہ تشفّی کم نہیں
آپ کی اُمّت کو کوئی غم نہیں

(فروغِ ادب' کراچی۔ بار اول اکتوبر ۱۹۹۷۔ صفحات ۱۱۲۔ صفحہ ۸۶ تک ایک حمد اور ۴۰ نعتیں ہیں۔ صفحہ ۸۷ کے آخر تک ''نعت نگار'' کے ۴۵ منتخب اشعار ہیں)

دیارِ نُور

آپ ہی کا ڈھونڈتی ہے در حضور ﷺ
اللہ اللہ! میری چشمِ تر حضور ﷺ

کوئی دولت یہ کم ہے آنکھوں میں
ان کا پیارا حرم ہے آنکھوں میں

رنگ میں، نور میں نہا کر دیکھ
تو دیارِ نبی ﷺ میں جا کر دیکھ

وہ بھی کیا کیا نہ جھومتا ہو گا
نقشِ پا کو جو دیکھتا ہو گا

تڑپ کر نعت جب بھی گنگناتا ہوں
میں در پر حاضری کا کیف پاتا ہوں

(ادارۂ فروغِ ادب، کراچی۔ باراول جولائی ۲۰۰۲۔ صفحات ۱۱۲۔ کتاب میں ۵۰ نعتیں اور ۱۸ قطعات ہیں)

کرم در کرم

رُت نئے کاہکشاں ہیں سائیں
جانے ہم لوگ کہاں ہیں سائیں

رنگ کی، نکہت کی دُنیا دیکھ کر
مست ہوں ارضِ تمنّا دیکھ کر

نکہت کا، رنگ و نور کا دریا نظر میں ہے
جب سے حضور ﷺ، آپ کا روضہ نظر میں ہے

کیف و سرُور سے ہیں مخمور میری آنکھیں
کیسے نہ ہوں جہاں میں مشہور میری آنکھیں

اک نظر کام کر گئی آقا ﷺ
دل میں ٹھنڈک اُتر گئی آقا ﷺ

(ادارہ فروغ ادب، کراچی۔ باراول مئی ۲۰۰۰۔ صفحات ۱۱۰۔ کتاب میں ۵۲ نعتیں ہیں)

رنگِ ثنا

مانے نہ مانے کوئی یہ لیکن کہیں گے ہم
شہرِ نبی ﷺ کی رات کو بھی دن کہیں گے ہم

بڑھتا ہے جہاں ان کا کرم اور زیادہ
ہوتا ہے مری آنکھ میں نم اور زیادہ

عجب چیز ہے گریۂ شب حضور ﷺ
یہ عُقدہ تو مجھ پر کُھلا اب حضور ﷺ

نعتِ سرکار ﷺ کے اثر میں ہے
یہ جو خوشبو ہمارے گھر میں ہے

اللہ اللہ! چشمِ نم میں مست ہوں
جیسے آغوشِ کرم میں مست ہوں

(مسرور کیفی نعت اکیڈمی، کراچی۔ باراول مئی ۲۰۰۳۔ صفحات ۱۱۲۔ کتاب میں ایک حمد اور ۴۵ نعتیں ہیں)

سلام اُن پر

سلام ان پر، خدا کے بعد جو یکتا ہیں، اعلیٰ ہیں
سلام ان پر جو عظمت اور رفعت کا حوالہ ہیں
سلام ان پر جو محبوبِ خداوند جہاں بھی ہیں
سلام ان پر ہمارے جو یہاں بھی ہیں، وہاں بھی ہیں
سلام ان پر مکمل دین رب نے جن پہ فرمایا
سلام ان پر جنھوں نے پھر اسے دنیا میں پھیلایا

......۶۳۔ اشعار کے سلام کے پہلے تین اشعار......

(جہانِ نعت' کراچی۔ ساتویں بار ذوالقعدہ ۱۴۶۲ھ (یہی سن درج ہے) صفحات ۱۶)

نعت نگار (حصہ اول)

۱۱۲۔ صفحات کی اس کتاب میں پانچ سو شعرا و شاعرات کے بارے میں ایک ایک شعر ہے۔ حضرت حسان بن ثابتؓ سے مسرورؔ کیفی تک' خیر النسا بہترؔ سے نرگسؔ شیخ تک اور بابا گورونانک سے چرخؔ چنیوٹی تک کے ۵۰۰۔ نعت نگاروں کا منظوم ذکر۔ مثلاً

حضرت حسانؓ:
فرشِ زمیں پہ بیٹھ کے منبر عطا کیا
حسانؓ کو حضور ﷺ نے کیا کیا نہ دے دیا

عبدالرحمن جامیؒ:
میرا کبھی جو جانبِ بطحا گزر ہوا
مت پوچھیے جو جامیؔ کا' دل پر اثر ہوا

کرامت علی شہیدیؒ:
ملتی ہے کیا حضور ﷺ سے عیدی' نہ پوچھیے
قدموں میں کتنے خوش ہیں شہیدیؔ نہ پوچھیے

محسن کاکورویؒ:
خوشبو میں کیا بسائے تھے مدح و ثنا کے پھول
محسنؔ کہاں سے لائے تھے مدح و ثنا کے پھول

احمد رضا بریلویؒ:
احمد رضاؔ بریلوی شیدائے مصطفیٰ ﷺ

جن کے قلم نے نعت کا گلشن کھلا دیا

ضیاء القادریؒ:
سرمایہ حرفِ نعت کا کیا کیا عطا کیا
شیدائے نعت کیوں نہ پکاریں ضیاؔ ضیاؔ

حافظ مظہر الدین:
آنکھیں خدا نے دی ہیں تو لکھا ہوا بھی دیکھ
مظہرؔ کو رنگ و نور میں ڈوبا ہوا بھی دیکھ

حفیظ تائب:
تائبؔ کی ذات ایک حوالہ ہے دوستو
دنیائے نعت کا یہ اجالا ہے دوستو

عبدالعزیز خالدؔ:
دنیائے کیف و رنگ کا بطلِ جلیل ہے
خالدؔ کا کام قد سے زیادہ طویل ہے

راجا رشید محمودؔ:
تاریکیوں میں خوب جلائے چراغِ نعت
محمودؔ ڈھونڈ ڈھونڈ کے لائے چراغِ نعت

(ادارہ فروغِ ادب' کراچی۔ بار اول اکتوبر ۱۹۹۹ء۔ ۱۱۲صفحات)

سفینۂ نعت

چراغ حرا' ملجا و ماوا' جمالِ حرم' مولائے کل' نور یزداں' میزابِ رحمت' سیّد الکونین' سجدۂ حرف (آٹھ مجموعہ ہائے نعت) کے نعتیہ کلام کا انتخاب از ڈاکٹر سید ابوالخیر کشفی۔ ادارۂ فروغِ ادب' کراچی۔ بار اول جنوری ۱۹۹۰ء۔ صفحات ۲۴۰

شافعِ محشر ﷺ

مسرورؔ کیفی کی نعتوں کا ایک انتخاب (مرتبہ محمد رمضان میمن)۔ جہانِ نعت' کراچی۔ صفحات ۳۲۔ کتابچے میں ۲۰ نعتیں ہیں۔ (پہلے یہ کتابچہ ارسلان کیفی (مسرورؔ صاحب کے پوتے) کے نام سے چھپا تھا۔

☆☆☆☆☆
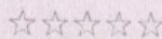
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دامن میں رنگ و کیف کے بھرنے کا وقت تھا
قلبِ حزیں پہ نعت اُترنے کا وقت تھا
کونین کا جمال نگاہوں میں آ گیا
پیارے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا شہر یوں بانہوں میں آ گیا
جیسے ہی میں نے نعت کا مصرع رقم کیا
بوسہ قلم نے پیار سے کاغذ کا لے لیا
دورانِ نعت قلب کی حالت عجیب تھی
مجھ کو مرے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی قربت نصیب تھی
میرے لیے عظیم یہ ساعت تھی دوستو!
ایسے میں یاد آئے مجھے چند نعت گو
جتنے، جہاں جہاں بھی نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے فدائی ہیں
محسوس یہ ہُوا، وہ سبھی میرے بھائی ہیں
رشتہ محبتوں کا یہ جوڑا حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے
مجھ کو اکیلا یوں بھی نہ چھوڑا حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے
دیکھا تو بے خودی میں کئی نام نظم تھے
اس کو بجز عطا کے کوئی اور کیا کہے
بیشک یہ لہر چل کے مدینے سے آئی ہے
میں نے جو بزمِ نعت نگاراں سجائی ہے

مسرور کیفی

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جلووں کا اک جہان ہماری نظر میں ہے
پیارے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شان ہماری نظر میں ہے
برسائے رنگ و نور کی بارش جو بار بار
نغمہ، وہ لَے، وہ تان، ہماری نظر میں ہے
اللہ رے، یہ اُن (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے مدینے کی عظمتیں
لگتا ہے آسمان ہماری نظر میں ہے
پہنچائے گا جو منزلِ مقصود تک ہمیں
قدموں کا وہ نشان ہماری نظر میں ہے
عاصی تو ہم ضرور ہیں، لیکن حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی
رحمت کا سائبان ہماری نظر میں ہے
جب سے ہوئی ہے نامِ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر نثار وہ
تب سے ہماری جان ہماری نظر میں ہے
کب چھوڑتا ہے کوئی بھنور میں یوں کشتیاں
کوئی تو بادبان ہماری نظر میں ہے
دن رات جس کی آنکھ سے آنسو رواں رہیں
وہ شخص شادمان ہماری نظر میں ہے
مسرور لُوٹتے ہیں حضوری کے ہم مزے
کتنی بڑی اُڑان، ہماری نظر میں ہے

(کرم در کرم۔ ص ۴۱، ۴۲)

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اُس پر بھی فیضِ خاص ہے کیا کیا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا
ہر ہر قدم پہ شاد ہے شیدا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا

دُنیا کے رنگ رنگ نظارے وہی کرے
جس کی نظر میں نقش ہو جلوہ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا

رکھتے ہیں آج بھی وہ نظر میں، تو روزِ حشر
سر پر ہمارے ہاتھ نہ ہو گا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا؟

سورج میں تابشیں، نہ چمک چاند میں رہے
شامل نہ ہو جو ان میں اُجالا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا

چلتا ہے جیسے آج، قیامت کے روز بھی
چلتا رہے گا دیکھنا سکّہ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا

رحمت سے کوئی شخص ہو مایوس کس لیے
لَا تَقْنَطُوْا ہے گویا دلاسا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا

آنکھوں میں رنگ و نور کی دُنیا سما گئی
مسرورؔ جب سے دیکھا ہے روضہ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا

(نقشِ جمال۔ ص ۴۳)

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جو حاضر ہُوا، گُل بداماں ہُوا
کہ یہ در درِ شاہِ شاہاں (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوا

رُخِ تیرہ و تار تاباں ہوا
حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آئے، جشنِ چراغاں ہوا

نبیِّ مکرّم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے فیضان سے
اُجڑتا ہُوا دل گلستاں ہوا

محبّت کے پھولوں کی بارش ہوئی
تو صحرا بہاراں، بہاراں ہوا

حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! آپ کی جالیاں چوم کر
خود اپنی جسارت پہ حیراں ہوا

رہوں گا سرِ حشر بھی سرخرو
اگر ہاتھ میں اُن (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا داماں ہوا

کئی بار سوچا، محبت کا یہ
دیا دل میں کیسے فروزاں ہوا

نمی آنکھ میں جیسے جیسے بڑھی
کرم اور اُن (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا فراواں ہوا

یہ اعزاز مسرورؔ کچھ کم نہیں
کہ میں بھی غلامِ غلاماں ہُوا

(حرفِ عطا۔ ص ۸۹، ۹۰)

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

خوشبو سے، مجھے رنگ سے، معمور کیا ہے
اللہ نے مدینہ مرا مقدور کیا ہے

سرکار (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! مجھے ناز ہے دامانِ کرم پر
اک ایک مرے عیب کو مستور کیا ہے

ممنونِ کرم ہوں میں مدینے کی ہَوا کا
آلام و مصائب کو عجب دور کیا ہے

کیا رنگ وہاں تیرہ شبی آ کے دکھائے
جس گھر کو حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! آپ نے پُرنُور کیا ہے

وہ میری خطا ہو کہ عطا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مولا!
جس نے جو کیا کام، وہ بھرپور کیا ہے

مرہم بھی میسّر ہے مجھے اُن (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے کرم کا
دُنیا نے اگر زخم کو ناسور کیا ہے

خوابوں میں سہی، میں تو لپٹتا ہی رہا ہوں
قدموں سے مجھے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے کب دور کیا ہے

یہ لطفِ خداوندِ تعالیٰ ہے کہ جس نے
مسند پہ مجھے نعت کی مامور کیا ہے

بیشک یہ بڑا اس پہ کرم ہے، جسے در پر
بلوا کے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! آپ نے مسرور کیا ہے

(دیارِ نور۔ ص ۲۷، ۲۸)

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آمد کے اپنی رنگ دکھائے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے
قلب و نظر میں پھول کھلائے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے

اُجڑے ہوئے دیار بسائے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے
یادوں کے کیا چراغ جلائے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے

ہم سے تو ان کا ناز اُٹھایا نہ جا سکا
لیکن ہمارے ناز اُٹھائے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے

وہ جس کو کوئی آنکھ اُٹھا کر نہ دیکھتا
اس کے لیے بھی ہاتھ بڑھائے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے

سوچوں تو کتنے نام چمکتے دکھائی دیں
چمکا دیا ہے جن کو ثنائے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے

کس کو خبر کہ بخششِ اُمّت کے واسطے
دن رات کتنے اشک بہائے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے

مسرور مجھ کو ناز رہے گا کہ مجھ کو بھی
بخشے ہیں اپنے لطف کے سائے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے

(آئینۂ انوار۔ ص ۱۳)

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بڑھتا ہے جہاں اُن (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا کرم اور زیادہ
ہوتا ہے مری آنکھ میں نم اور زیادہ

یہ بات عجب ہے کہ عرب سے کہیں بڑھ کر
رکھتا ہے تڑپ دل میں عجم اور زیادہ

جس وقت کہیں چوٹ لگی، زخم لگا ہے
یاد آئے مجھے شاہِ اُمم (صلی اللہ علیہ وسلم) اور زیادہ

تڑپو اے غلامو! کہ تڑپنے سے جہاں میں
بڑھتا ہے غلاموں کا بھرم اور زیادہ

نمناک نگاہوں سے کبھی دیکھ کے دیکھو
لگتا ہے حسیں اُن (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا حرم اور زیادہ

کم ہو نہ کسی حال میں یہ نعمتِ عظمیٰ
بڑھتی ہی رہے لذّتِ غم اور زیادہ

یادوں کا یہ اعجاز کہ جب یاد وہ آئے
کیا کیا نہ ہوئی نعت رقم اور زیادہ

بے چین تو تھے آج مدینے سے پلٹ کر
بے چین ہوئے دوستو! ہم اور زیادہ

مسرورؔ تمنائی ہے الطاف و کرم کا
الطاف زیادہ ہو، کرم اور زیادہ!

(رنگِ ثنا۔ ص ۳۳، ۳۴)

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رنگ کی، نکہت کی دُنیا دیکھ کر
مست ہوں ارضِ تمنّا دیکھ کر

یہ چمک، یہ روشنی، یہ دلکشی
کھل گئیں آنکھیں مدینہ دیکھ کر

دیکھ لینا وجد میں آ جائیں گے
کوثر و تسنیم، پیاسا دیکھ کر

دنگ ہیں سارے ستارے عرش پر
میری قسمت کا ستارا دیکھ کر

ہم تو اس کو دیکھتے ہیں دوستو!
جو بھی آتا ہے مدینہ دیکھ کر

اپنی آنکھوں کو بھی کوئی دیکھتا
گنبدِ خضرا کا جلوہ دیکھ کر

چاند نکلا ہے چمکنے کے لیے
آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا نقشِ کفِ پا دیکھ کر

جھومتا ہوں رات بھر مسرورؔ میں
خواب میں خوابوں کی دُنیا دیکھ کر

(کرم در کرم۔ ص ۲۷، ۲۸)

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

آئے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) یاد تو آتے چلے گئے
تاریکیوں میں دیپ جلاتے چلے گئے

آنکھوں سے بیخودی میں کبھی اشک جو گرے
شہرِ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نقش بناتے چلے گئے

جھونکے ہَوا کے آئے مدینے سے اور پھر
اُجڑے ہوئے دلوں کو بساتے چلے گئے

جن عاصیوں کو منہ نہ لگاتا تھا کوئی بھی
سینے سے اُن کو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) لگاتے چلے گئے

دریائے رنگ و نور، رواں تھا، رواں رہا
ہم بھی نہائے اور نہاتے چلے گئے

لکھتے رہے یوں نعت کے اشعار رات دن
صحرا میں جیسے پُھول کھلاتے چلے گئے

مسرور جس کو نعت کہا جائے، ایسی نعت
لکھ تو نہ پائے اشک بہاتے چلے گئے

(نقشِ جمال۔ص ۱۵)

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

خزانہ جو اشکوں کا پایا ہے ہم نے
وہیں جا کے سارا لُٹایا ہے ہم نے

محبّت کا میلہ لگایا ہے ہم نے
مدینے کو دل میں بسایا ہے ہم نے

سلامت رہے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نامِ نامی
اسی سے تو گھر جگمگایا ہے ہم نے

فضا، رنگ، خوشبو، محبّت، اُجالے
نگاہوں میں کیا کیا چھُپایا ہے ہم نے

بہت ہے وہ اک شعر بھی جو ادب سے
درِ پاک پر گُنگنایا ہے ہم نے

بڑے کام بنتے ہیں ذکرِ مبیں سے
کئی مرتبہ آزمایا ہے ہم نے

مدینے کے ذرّے کو ذرّہ نہ جانا
گُہر جان کر ہی اُٹھایا ہے ہم نے

وہی مِہر و الفت کا رکھّیں گے مرہم
جنھیں زخم اپنا دکھایا ہے ہم نے

ملا تھا جو حسّانؓ کو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی سے
وہ رُتبہ بھی مسرور پایا ہے ہم نے

(حرفِ عطا۔ص ۳۷،۳۸)

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دل کا سکون، جان کی راحت ہے دوستو
نعتِ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا ہے، عبادت ہے دوستو

فیضان ہے یہ نقشِ قدم کا کہ آج بھی
ریگِ رواں میں رنگ ہے، نکہت ہے دوستو

رکھتا نہیں ہے دل میں جہاں کی وہ چاہتیں
جس کو درِ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی چاہت ہے دوستو

اُن (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے کرم سے اوج بھی ہے، افتخار بھی
اپنا تو ورنہ قد ہے، نہ قامت ہے دوستو

گھر بیٹھے بیٹھے کیفِ حضوری میں مست ہوں
کس کے نصیب میں یہ سعادت ہے دوستو

کس طرح میں کسی کو بتاؤں، بتاؤ تو
کیا تشنگی میں کیف ہے، لذّت ہے دوستو

حاجت کسی سے کوئی عنایت کی اب نہیں
مجھ بے نوا پہ اُن (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی عنایت ہے دوستو

اُن (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا دیار کتنا حسیں ہے، نہ پوچھیے
اُن (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی گلی گلی میں لطافت ہے دوستو

مسرور منتظر ہے بُلاوے کا ورنہ تو
شہرِ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی کتنی مسافت ہے دوستو

(دیارِ نور۔ ص ۴۷، ۴۸)

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

قسمت کا چمکتا ہو جگنو نظر آئے
اے گُنبدِ خضریٰ! جو مجھے تُو نظر آئے

تپتے ہوئے صحرا میں کوئی جُو نظر آئے
میں نعت لکھوں تو مجھے خوشبو نظر آئے

محسوس مجھے دھوپ میں ٹھنڈک سی ہوئی ہے
سرکارِ دو عالم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے جو گیسو نظر آئے

ہوتا جو محبّت سے کوئی دیکھنے والا
آئینۂ انوار تو ہر سُو نظر آئے

سرکار (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بستی کا یہ اعجاز ہے کیا کم
جو خاک کے ذرّے تھے، وہ لُو لُو نظر آئے

اللہ رے بارانِ کرم کی یہ نوازش
الفاظ مچلتے ہوئے آہو نظر آئے

دیکھا جو محبّت کی نگاہوں سے تڑپ کر
مسرور مجھے خار بھی گُل رُو نظر آئے

(آئینۂ انوار۔ ص ۹)

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کیا امیری، کیسی سُلطانی حضور (ﷺ)!
بخش دیجے در کی دربانی حضور (ﷺ)!

اُس کی کوئی بات کیوں مانے خدا
آپ کی جس نے نہیں مانی حضور (ﷺ)!

میرے مالک نے مجھے کیا بخش دی
رنگ کی، نکہت کی ارزانی حضور (ﷺ)!

آپ یکتائے زمانہ ہیں تو پھر
آپ کا کیا ڈھونڈتے ثانی حضور (ﷺ)!

اللہ اللہ! آپ (ﷺ) کا خُلقِ عظیم
آپ کی دُنیا ہے دیوانی حضور (ﷺ)!

اور پہنچے کس طرح قدموں میں لوگ
میں تو پہنچا ہوں بہ آسانی حضور (ﷺ)!

رحمتیں ہی کام آتی ہیں ہمیں
ورنہ کیا شے ہے ہمہ دانی حضور (ﷺ)!

حشر کے دن آپ کے ہوتے ہوئے
مجھ کو کیا ہو گی پریشانی حضور (ﷺ)!

آپ کے قربان، وہ پوری ہوئی
دل میں جو مسرورؔ نے ٹھانی حضور (ﷺ)!

(کرم در کرم۔ ص ۱۶،۱۵)

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جو دل میں زخم تھا، وہ بھر گیا ہے
مدینے کی ہوا بھی کیا ہوا ہے

ہمارا راہبر روزِ ازل سے
نبی (ﷺ) کا نقشِ پا تھا، نقشِ پا ہے

کسی کو کیا بتاؤں خواب میں جو
مدینے کا مزا لُوٹا گیا ہے

نبی (ﷺ) کے نام میں ٹھنڈک ہے کتنی
نبی (ﷺ) کا نام لیوا جانتا ہے

مرے گھر سے مدینے کا، بتاؤ
اگر ہے بھی تو کتنا فاصلہ ہے

تر و تازہ ہوائیں کیا چلی ہیں
دلوں میں پھول سا کھلنے لگا ہے

مرے آنسو نہیں، ان (ﷺ) کا کرم تھا
مرا جو داغِ عصیاں ڈھل گیا ہے

وہی روضہ، وہی گنبد نبی (ﷺ) کا
نظر میں آج بھی جلوہ نما ہے

کہیں مسرورؔ دل جھومے، نہ جھومے
مدینے کی گلی میں جھومتا ہے

(کرم در کرم۔ ص ۱۰۶،۱۰۵)

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

تمنا ہے، خدا پوری کرے، یہ کام کر جاؤں
مدینے جاؤں تو قدموں میں تڑپوں اور مر جاؤں

نگاہِ لطف کا میں بھی سوالی ہوں مرے آقا (صلی اللہ علیہ وسلم)
نگاہِ لطف فرمائیں تو سر تا پا سنور جاؤں

یہیں راحت ملی دل کو، یہیں دل کو قرار آیا
بتائیں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا در چھوڑ کر اب میں کدھر جاؤں

میں اُن (صلی اللہ علیہ وسلم) کی یاد میں سرشار سا سرشار رہتا ہوں
نہیں ممکن کہ آلام و مصائب سے میں ڈر جاؤں

مدینے کا یہ حق ہے اور اس کو یاد رکھتا ہوں
مدینے جاؤں تو یارو! ہمیشہ جھوم کر جاؤں

یہ اعزازِ عظیم اک بار قدموں میں ملے مجھ کو
بکھر کر میں سمٹ جاؤں، سمٹ کر پھر بکھر جاؤں

حضوری کے مزے مسرور بھولا ہوں، نہ بھولوں گا
میں دُنیا میں رہوں زندہ کہ دُنیا سے گزر جاؤں

(نقشِ جمال۔ ص ۲۵)

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کوئی اور مجھ میں نہیں ہے کمال
بس آنکھوں میں رکھتا ہوں نقشِ جمال

ہٹائے نظر جن سے ہٹتی نہ ہو
کبھی تم نے دیکھے ہیں وہ خدّ و خال

چلو زخم لے کر مدینے چلیں
کہیں اور ان کا کہاں اندمال

اُسے بھی نوازا ہے کس کس طرح
زباں پر نہ تھا جس کے حرفِ سوال

بڑا بے کسی میں سہارا بنا
کسی کا تصوّر کسی کا خیال

عمل کر کسی اُسوۂ پاک پر
چُبھا ہو کسی کے تو کانٹا نکال

ہو مسرور جس کا نہ ثانی کوئی
کہاں سے کوئی لائے اس کی مثال

(نقشِ جمال۔ ص ۳۳)

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ذرا جالیوں کے قریں دیکھتے
تو آنکھوں سے عرشِ بریں دیکھتے
وہ جلوہ ہے کتنا حسیں، دیکھتے
کبھی ہم بھی رہبرِ مبیں دیکھتے
نوازش کی اُٹھتی ہے جب بھی نظر
وہ اپنے پرائے نہیں دیکھتے
مدینے میں سجدے ادا کر کے تم
کبھی آئنے میں جبیں دیکھتے
زمیں پر کبھی پاؤں ٹکتے نہیں
مدینے کی کیسے زمیں دیکھتے
مکاں دیکھ کر آج دلشاد ہے
اگر ہم مکاں کے مکیں دیکھتے؟
انھیں رنگ و بُو کا ہو احساس کیا
جو خوابِ مدینہ نہیں دیکھتے
عجب رنگ تھے بکھرے بکھرے ہوئے
کہیں سے گزرتے، کہیں دیکھتے
کبھی کاش مسرور روتے ہوئے
مجھے رحمتِ عالمیں (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دیکھتے

(حرفِ عطا۔ ص ۶۱، ۶۲)

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آنسوؤں کا جواب آیا ہے
مجھ کو سرکار (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے بُلایا ہے
کیا بتاؤں کہ راحتِ جاں کا
یہ وظیفہ کہاں سے پایا ہے
خوش نصیبی سے میری پلکوں پر
پھر ستارہ سا جھلملایا ہے
مست ہوتا ہوں، جھوم لیتا ہے
نعت کہنا تو کس کو آیا ہے
مہکے مہکے لگے ہیں جسم و جاں
نامِ نامی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو گنگنایا ہے
لطف تو ہے قرار میں لیکن
بے قراری میں لطف آیا ہے
اتنی روشن کبھی نہ تھیں آنکھیں
جانے آنکھوں سے کیا لگایا ہے
کس محبت سے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سنتے ہیں
آج میری سمجھ میں آیا ہے
میں ہوں مسرور مطمئن مجھ پر
میرے پیارے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا سایہ ہے

(حرفِ عطا۔ ص ۶۷، ۶۸)

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

میری نگاہِ شوق میں کیا کیا ہے، دیکھیے
نکہت کی، رنگ و نور کی دُنیا ہے، دیکھیے

کیا تیرگی کا خوف، اندھیروں کا غم مجھے
چاروں طرف تو نور کا ہالہ ہے دیکھیے

کل جو تڑپ رہا تھا حضوری کے واسطے
سرکار (ﷺ)! آج بھی وہ تڑپتا ہے دیکھیے

سائل اگر ہوں مَیں، تو فقط ایک در کا ہوں
میرے لبوں پہ ایک حوالہ ہے دیکھیے

جب سے نبی (ﷺ) کی یاد کا مسکن بنا ہے یہ
دل کے حرم میں کتنا اُجالا ہے دیکھیے

اپنے کرم کا، اپنی عطا کا حضور (ﷺ) نے
صحرائے دل میں پھول کھلایا ہے دیکھیے

وہ (ﷺ) رحمتِ تمام ہیں وہ رحمتِ تمام
مجھ کو بھی اپنے در پہ بلایا ہے دیکھیے

یہ بھی بجا کہ آپ (ﷺ) کا سایہ نہ تھا مگر
دونوں جہاں پہ آپ (ﷺ) کا سایہ ہے دیکھیے

کھونے کی دل میں لے کے تمنّا پھر ایک بار
مسرورؔ خود کو ڈھونڈنے آیا ہے دیکھیے

(دیارِ نور۔ ص ۷۷،۷۸)

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپ سایہ جو نہ فرماتے حضور (ﷺ)
چلتے چلتے ہم تو تھک جاتے حضور (ﷺ)

خاک بن جاتے مدینے کی اگر
ناز کرتے، ہم بھی اتراتے حضور (ﷺ)

ہوتے رہتے ہم نچھاور آپ (ﷺ) پر
کاش! ہم بھی پھول بن جاتے حضور (ﷺ)

حرف کوئی شان کے شایاں نہیں
ورنہ ہم تو ڈھونڈ کر لاتے حضور (ﷺ)

اک تبسّم نے بدل ڈالی حیات
اک تبسّم اور فرماتے حضور (ﷺ)

بس میں ہوتا تو نہ جانے کب کے ہم
آپ کے قدموں میں مر جاتے حضور (ﷺ)

جو نہ ہوتا آپ کا دربار تو
غم کے مارے ہم کہاں جاتے حضور (ﷺ)

ہم صدائیں جھوم کر دیتے اگر
رحمتیں کیا کیا نہ برساتے حضور (ﷺ)

جانے پھر مسرورؔ ہم جاتے کہاں
جو مدینے میں نہ بلواتے حضور (ﷺ)

(دیارِ نور۔ ص ۹۵،۹۶)

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سرکار (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دربار میں پلکوں کو سجا کر
کچھ مانگنا اچھا نہیں، چپ چاپ رہا کر

راحت کا سبب، کیف کا سامان بنا کر
اے کاش! کوئی جھومتا ذرّوں کو اٹھا کر

دامن میں مرے دیکھ، اگر دیکھ سکے تو
کیا کیا درِ سرکار (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے لایا ہوں چھپا کر

بے کس نے کبھی ایسا تو سوچا بھی نہیں تھا
بے کس کو نوازیں گے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ بُلا کر

سامانِ سفر باندھ کے گھر سے تو چلا تھا
پھر جانے کہاں کھو گیا خوشبو میں نہا کر

اس کو بھی نوازا ہے عجب لطف و عطا سے
مانگا بھی نہ تھا جس نے ابھی ہاتھ اُٹھا کر

سرکار (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے قدموں میں تری روح کا طائر
مسرورؔ تڑپتا ہُوا رہ جائے، دعا کر

(آئینہ انوار۔ص ۲۸)

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مہکا ہوا دل ہے، مری مہکی ہوئی سانسیں
اللہ رے سرکار (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دربار کی یادیں

جس شخص کی آنکھوں سے سدا اشک رواں ہوں
کیوں اس کو محبّت سے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ نہ دیکھیں

ملتا ہو جنھیں کیف مسلسل اسی صورت
سوغات درودوں کی وہ بھیجیں کہ نہ بھیجیں

اب آ کے مدینے میں کھڑے سوچ رہے ہیں
ہم نقشِ قدم پر ہی کہیں پاؤں نہ رکھ دیں

اُس پر بھی مدینے کی ہواؤں کا اثر ہے
تپتے ہوئے صحرا میں کہیں ہونٹ تو رکھ دیں

آسان مدینے کا سفر یوں تو نہیں ہے
ہاں! جس کو مگر پیارے نبی! آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بُلا لیں

مسرورؔ مبارک ہو کہ ہاتھوں میں تمھارے
قدرت نے بنا دیں ہیں مدینے کی لکیریں

(آئینہ انوار۔ص ۴۳)

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عجب چیز ہے گریۂ شب حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
یہ عُقدہ تو مجھ پر کھُلا اب حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

جو نعتیں کروں پیش قدمین میں
وہ مقبول ہوتی رہیں سب حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)!

جہاں بھی دکھائی دیئے نقش پا
وہیں آنکھ رکھ دی، وہیں لب حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

میں فریاد کرتا نہیں کس گھڑی
میں آنسو بہاتا نہیں کب حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

جو ارشاد فرما دیا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے
وہی دین میرا، وہ مذہب حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

جو دامانِ رحمت میں آ کر چھُپا
اُسے کوئی ڈھونڈے کہاں اب حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

خدا کی خدائی میں جو کچھ بھی ہے
خدا کا ہے یا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا سب حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

مجھے یہ خبر ہے کہ اک دن مجھے
طلب تو کریں گے مگر کب حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

درودوں سے مسرور کرتے رہیں
شب و روز مجھ کو مرے لب حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

(رنگِ ثنا۔ ص ۴۳، ۴۴)

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آنکھ ہوتی ہے نم مدینے میں
اور کیا ہو کرم مدینے میں

جب بھی جاتے ہیں ہم مدینے میں
بھول جاتے ہیں غم مدینے میں

اُن (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے روضے کو دیکھنے کے بعد
کچھ نہ دیکھیں گے ہم مدینے میں

حاضری کے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! یہ لمحے
کتنے ہوتے ہیں کم مدینے میں

دل کہیں اور تو لگے گا کیا
آؤ چلتے ہیں ہم مدینے میں

جو بھی تڑپے، اُسے بلاتے ہیں
تاجدارِ حرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مدینے میں

دل یہ کہتا ہے ہر عطا کے بعد
جو ملے، وہ ہے کم مدینے میں

ہر قدم پر ہزارہا جلوے
خوب دیکھیں گے ہم مدینے میں

کاش! مسرور دیکھ پاتے ہم
اُن کا نقشِ قدم مدینے میں

(رنگِ ثنا۔ ص ۶۵، ۶۶)

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہر چند کہ مسکین ہیں، نادار ہیں آنکھیں
پھر بھی یہ مدینے کی خریدار ہیں آنکھیں

قدمین شریفین کو تکلیف نہ ہو تو
بچھنے کے لیے آج بھی تیّار ہیں آنکھیں

بے چین ہیں، بیتاب ہیں، بے رنگ ہیں کتنی
سرکار (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے جلووں کی طلبگار ہیں آنکھیں

جب سے ہیں مدینے میں، کوئی پوچھتا اُن سے
کس صورتِ حالات سے دوچار ہیں آنکھیں

جیسے ہیں گنہگار حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! آپ کے ہم لوگ
ویسی ہی گنہگار، گنہگار ہیں آنکھیں

ملنے کو حضوری کی سعادت تو ملی ہے
اب دیکھنے والی ہمیں درکار ہیں آنکھیں

دن رات اسیری کے مزے لُوٹ رہی ہیں
جلووں کے جہاں میں یوں گرفتار ہیں آنکھیں

لُوٹا ہے مزا جب سے مدینے کی فضا کا
تب سے ہی بڑی مست ہیں، سرشار ہیں آنکھیں

خوابوں کی تمنّا میں رہیں بند یہ اکثر
مسرؔور کیا چالاک ہیں ہشیار ہیں آنکھیں

(رنگِ ثنا۔ ص ۱۰۳، ۱۰۴)

منظوم خراجِ تحسین

چمک حق آگہی کی، زندگی مسرؔور کیفی کی
تڑپ یادِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے خوشی مسرؔور کیفی کی

مِرا معیار ہے نعتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اِس حوالے سے
ہے شخصیت مکرّم اور بڑی مسرؔور کیفی کی

ثنائے خواجہؐ خوش بختی ہے اِس مقبول انساں کی
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت ہے خوش قسمتی مسرؔور کیفی کی

اسے توفیق بخشی ہے خدا نے ذکرِ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی
فضیلت ہے سعادت واقعی مسرؔور کیفی کی

کلام اس کا پسندیدہ ہے اہلِ دل کی محفل میں
عزیزِ عاشقاں ہے شاعری مسرؔور کیفی کی

تمنّا دل میں تھی موجود طارق اک زمانے سے
خوشا قسمت زیارت ہو گئی مسرور کیفی کی

طارق سلطانپوری

"ترجمانِ سالِ رحلت"

۱۴۲۳ھ

"گراں قدر نعت گو جنابِ مسرؔور کیفی"

۲۰۰۳ء

ہوئے آج رخصت وہ مسرؔور کیفی
تھے جو شاعرِ بزمِ شاہِ رسالت

وہ شیریں سخن تھے وہ شیریں دہن تھے
تھی آئینہ عالم میں اُن کی شرافت
ہے بے مثل اس دورِ حاضر میں بے شک
ملی نعت گوئی میں ان کو جو شہرت
شہِ دین و دنیا ﷺ کے لطف و کرم سے
عطا ہو الٰہی! انھیں قصرِ جنّت
کہو اُن کی تاریخِ رحلت یہ صابر
"ہیں مسرور اب خوش دل اہلِ جنّت"

۲۰۰۳ء

صابر براری

مدح خوانِ مصطفی مسرور کیفی زندہ باد
عاشقِ خیر الورا ﷺ مسرور کیفی زندہ باد
عمر بھر نعت شہ والا ﷺ رقم کرتے رہے
داعیٔ صلِ علی مسرور کیفی زندہ باد
آپ کی نعتوں میں عشقِ مصطفی ﷺ ہے موجزن
دل سے آتی ہے صدا' مسرور کیفی زندہ باد
رات دن تھا شغل ان کا صرف اک تبلیغِ نعت
وقفِ ذکرِ مصطفی ﷺ مسرور کیفی زندہ باد
بارگاہِ مصطفی ﷺ میں کیوں نہ وہ مقبول ہوں
تھے شہِ دیں ﷺ پہ فدا مسرور کیفی زندہ باد
نعت پڑھتے تھے وہ جس محفل میں' آتی تھی صدا

مرحبا صد مرحبا مسرور کیفی زندہ باد
اک زمانے تک تجھے قربت ہوئی ان کی نصیب
نعرہ اے خاکی لگا "مسرور کیفی زندہ باد"

عزیز الدین خاکی القادری

ہمیشہ نعت ہی کہنا ترا شعار رہا
دیارِ نور میں تجھ کو سدا قرار رہا
تو وقفِ نعت رہا' اس طرح رہا مسرور
نکھارا نعت کی تابانیوں نے تیرا شعور
اُجالے نعت کے تو نے سمیٹے دامن میں
اندھیرا ہو نہیں سکتا ترے نشیمن میں
گزارے تو نے شب و روز نعت کہتے ہوئے
حبیبِ رب ﷺ سے ہر اک دل کی بات کہتے ہوئے
ترا قلم اُسی نسبت سے معتبر ٹھہرا
مدینہ تیری ہر اک آرزو کا گھر ٹھہرا
حریمِ نعت میں ہیں تیری مشعلیں روشن
عطائے خاص سے لبریز تھا ترا دامن
ہمیشہ تیری طبیعت قلندرانہ رہی
رہِ طلب میں تری خوئے عاجزانہ رہی
سفرِ حیات کا طے تو نے سادگی سے کیا
جلائے رکھا ہمیشہ محبتوں کا دیا'
دعا یہ ہے کہ رہے تو بہشت میں مسرور

وہاں بھی نعت پڑھے شاہِ دوسرا ﷺ کے حضور

محمد یامین وارثی

''عکسِ تمنا'' کی تقریظِ منظوم

''ذاخرِ جلوۂ مدحت''

۱۹۹۷

رسولِ پاک ﷺ کا گرویدہ ہے وہ
وہ ہے دلدادۂ سلطانِ رحمت
ہمہ وقت ہے زُباں پر ذکرِ آقا ﷺ
وہ ہے خوش بخت، وہ ہے خوب قسمت
کئی بار اُس مقدّر کے دھنی کو
ہوئی ہے سبز گنبد کی زیارت
حضوری میں بُلایا مصطفیٰ ﷺ نے
خصوصی اُس پہ فرمائی عنایت
بہ لطفِ خاص اُس کو کبریا نے
عطا کی ہے سُخن گوئی کی نعمت
لکھیں توصیفِ آقا ﷺ میں کتابیں
سجایا خوب اُس نے باغِ مدحت
قبولیّت کی ہے واضح نشانی
کُتُب کی نعت میں اس درجہ کثرت
خدا کی دین ہے، لطفِ نبی ﷺ ہے
نہیں یہ فکرِ انسانی کی طاقت
یہ میرا ارمغانِ تہنیت ہے

قبول اس کو کرے وہ پاک طینت
مسرّت سے کہی تاریخ اس کی
بہ فرمانِ سروشِ باسعادت
ثنا خوانِ نبی ﷺ مسرور کیفی
''نقیبِ دولتِ کیف و مسرت''

طارق سلطانپوری

(عکسِ تمنا۔ص ۳،۴)

قرآنی مادۂ تاریخ (سالِ وصال)

رضی اللہ عن المومنین

۱۴۲۳ھ

آوازِ حُبِّ حبیب اللہ + رحمت اللہ تعالیٰ علیہ = ۱۴۲۳ھ

۸۳ + ۱۳۴۰ھ

''شعاعِ فیضِ محمد'' ۱۴۲۳ھ

''مجسمۂ شعورِ عشقِ مصطفیٰ'' ۱۴۲۳ھ

''فانوسِ فروغِ نعت'' (۲۰۰۳ء) ''مفتخرِ زمانہ'' (۱۴۲۳ھ)

قطعہ ہائے تاریخ (سالِ وصال)

سجائے گا وہاں بھی محفلِ نعت
چُنی جو اُس نے راہِ باغِ فردوس
سُنی آوازِ ہاتف، قبر اُس کی
بنی ہے ''جلوہ گاہِ باغِ فردوس''

۳ ۲ ۴ ۱ ھ

زندگی بھر عام وہ کرتا رہا،
بزمِ شرق و غرب میں فیضانِ نعت
عاشقِ خیر الوریٰ (ﷺ) کا سالِ وصل
ہے ''سبیلِ گلشنِ عرفانِ نعت''

۳ ۲ ۴ ۱ ھ

منور اُس سے ہیں آفاقِ مدحت
مہِ تابانِ نورِ نعت، کیفی
وصالِ واصفِ سرکار ﷺ کا سال
ہے ''دُرِ آبِ شعورِ نعت، کیفی''

۳ ۲ ۴ ۱ ھ

بہ کثرت بہ اخلاص و صدق و نیاز
رقم اُس نے کی مدحتِ شاہِ دیں ﷺ
ز روئے ''یقیں'' اُس کا سالِ وصال
کہا ہے ''وہ مسرورِ خلدِ بریں''

۱۰ + ۱۴۱۳ = ۱۴۲۳ھ

وہ رہا نغمہ گرِ سرکار ﷺ ساری زندگی
وہ خجستہ بخت ہے، وہ کامیابِ شوق ہے
سوز و ساز و اضطراب و درد کا پیکر ہے وہ
اُس کا سالِ وصل ''بابِ اضطرابِ شوق'' ہے

۳ ۲ ۴ ۱ ھ

حلقہ ہائے ثنا میں ہو گی مُدام
بات مسرورِ باسعادت کی
اُس کی تاریخِ وصل طارق نے
''حشمت و یُمنِ بزمِ نعت'' کہی

۳ ۲ ۴ ۱ ھ

بہ ظاہر نگاہوں سے اوجھل ہُوا
مہرِ مدحت و آفتابِ ثنا
محبِ حبیبِ خدا ﷺ کا کہا
سنِ وصل ''اوجِ چراغِ حرا''

۳ ۲ ۴ ۱ ھ

کہا اُس نے جو وصفِ سرکار ﷺ میں
ملا اُس کو دُنیا میں بے حد قبول
زہے اُس کی بے مثل مقبولیت
خوشا، ''زبینِ خورشیدِ نعتِ رسول''

۳ ۰ ۰ ۲ ء

کیف یابِ بادۂ حُبِّ محمد مصطفیٰ ﷺ
سرخوشِ جامِ تولّائے حبیبِ کبریا
واصفِ محبوبِ باری، ناعتِ خیر الوریٰ
''اعتبارِ لازوالِ شہرِ نعتِ مصطفیٰ ﷺ''

۳ ۰ ۰ ۲ ء

''محبِ ثنا خوانانِ نبیؐ جہاں''

۱ ۳ ۴ ۱ ھ

محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری (حسن ابدال)

نعت کے موضوع پر دُنیا میں سب سے زیادہ کام کرنے والے

(شاعر نعت) راجا رشید محمود کے

۴۹ مطبوعہ مجموعہ ہائے نعت (اُردو)

ورفعنا لک ذکرک	حدیثِ شوق	منشورِ نعت
سیرتِ منظوم	۹۲	شہرِ کرم
مدیح سرکار ﷺ	قطعاتِ نعت	حی علی الصلوٰۃ
مخمساتِ نعت	تضامینِ نعت	فردیاتِ نعت
کتابِ نعت	حرفِ نعت	نعت
سلام ارادت	اشعارِ نعت	اوراقِ نعت
مدحتِ سرور ﷺ	عرفانِ نعت (صوبائی نعت ایوارڈ)	دیارِ نعت
تسبیحِ نعت	صباحِ نعت	احرامِ نعت
شعاعِ نعت	دیوانِ نعت	منتشراتِ نعت
منظومات	تجلیاتِ نعت	وارداتِ نعت
بیانِ نعت	مینائے نعت	حمد میں نعت
التفاتِ نعت	عنایتِ نعت	مرقعِ نعت
نیازِ نعت	بستانِ نعت	سرودِ نعت
تابشِ نعت	صدائے نعت	منہاجِ نعت
متاعِ نعت	قندیلِ نعت	ذوقِ مدحت
فانوسِ نعت	مشعلِ نعت اہتزازِ نعت	کہکشانِ نعت

ان مجموعہ ہائے نعت میں موجود کاوشیں

حمدیں = ۶   حمد و نعت = ۲   قطعات = ۵۸۹

غزل کی ہیئت میں نعتیں = ۲۴۸۱   ان میں موجود اشعار = ۲۶۴۴۵

فردیات = ۲۴۳۳   مخمسات = ۲۶   تضمینیں = ۵۳

نظمیں = ۱۳   مثلث = ۳ (۲۷ بند)   مسدس = ۵ (۱۸ بند)

مربع = ۱ (۷ بند)

ان ۴۹ مجموعہ ہائے نعت کے صفحات = ۵۴۰۰

شاعر نعت کے مطبوعہ مجموعہ ہائے نعت (پنجابی)

ساڈے آقا سائیں ﷺ	حق دی تائید	نعتاں دی اَتّی (صدارتی ایوارڈ)

صفحات = ۲۴۸

مطبوعہ مجموعہ ہائے حمد

سجود تحیت	خدائے شہ زمن

صفحات = ۲۴۸

تحقیق نعت (مطبوعات)

پاکستان میں نعت	خواتین کی نعت گوئی
غیر مسلموں کی نعت گوئی	نعت کیا ہے؟
اقبالؒ و احمد رضاؒ: مدحت گرانِ پیغمبرؐ	انتخابِ نعت
مولانا خیر الدین خیوریؒ اور ان کی نعت گوئی	مقدمہ ''نعت کائنات
اُردو نعتیہ شاعری کا انسائیکلوپیڈیا۔ جلد اول' جلد دوم	مدحت سرایانِ حضور ﷺ
شاعرانِ نعت	نعت میں ذکرِ میلادِ سرکار ﷺ

صفحات = ۲۷۰۴

۱۹۹۷ میں نعت کے موضوع پر گرانقدر تحقیق کرنے پر صدارتی ایوارڈ ملا۔ موضوع کا واحد ایوارڈ

تخلیق مناقب

مناقبِ صحابہؓ

(عنوانات: حمدِ باری تعالیٰ۔ نعتِ حبیبِ کبریا ﷺ۔ آباءِ سرکارؐ۔ مومن اول۔ اُمہاتِ المومنینؓ۔ پنجتن پاک۔ بناتُ النبی۔ اصحابِ رسولؐ۔ خلفاء راشدین۔ حضراتِ شیخینؓ۔ عشرہ مبشرہؓ۔ دامادانِ پیغمبرؐ۔ حضرات حسنینؓ۔ صحابہ کرامؓ۔ انصارِ مدینہ۔ غلامانِ سرکار ﷺ۔ شاعرانِ دربارِ رسول ﷺ۔ اصحابِ صُفہ۔ صحابہ و اہلِ بیت۔ صحابیات)

منظومات: ۱۳۵   صفحات = ۲۴۲